

جانوروں کے

حقوق اور احکام

مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

بانی و مہتمم جامعہ ربانی منوروا شریف

شائع کردہ

مفتی ظفیر الدین اکیڈمی

جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور بہار الہند

تفصیلات

نام کتاب: جانوروں کے حقوق واحکام

مصنف : حضرت مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

بانی و مہتمم جامعہ ربانی منورواشریف، سمستی پور بہار

ناشر : مفتی ظفیر الدین اکیڈمی، جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور بہار انڈیا

صفحات: ۹۵

قیمت: ۵۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

☆مکتبہ جامعہ ربانی منورواشریف، سمستی پور بہار انڈیا848207

☆مکتبہ الامام، سی 212 شاہین باغ، ابوالفضل پارٹ 2، اوکھلا، جامعہ نگر نئی دہلی 25

فہرست مضامین

سلسلہ	مضامین	صفحات

اللہ پاک نے انسان کو روئے زمین کی خلافت عطا فرمائی اور کائنات کی بے شمار چیزیں اس کی ضرورت وآسایش کے لئے پیدا فرمائیں، ارشاد ربانی ہے:

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ[1]

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ پاک نے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے تابع کر دیا اور تم پر اپنے ظاہری وباطنی انعامات کی بارش فرمادی ،(اس کے باوجود) کچھ لوگ ہیں جو اللہ پاک کے معاملے میں بغیر کسی علم، ہدایت اور کتاب منیر کے تنازع کھڑا کرتے ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (12) وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (13)[2]

ترجمہ: اللہ پاک نے سمندر کو تمہارے زیر تسخیر کیا، تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں دوڑیں ،اور تم فضل الٰہی کے طلبگار اور شکر گذار بنو اور (صرف سمندر ہی نہیں) آسمانوں اور زمین میں پھیلی ہوئی تمام کائنات کو اللہ پاک

---

[1] ۔لقمان: ۲۰۔

[2] ۔الجاثیۃ:۱۲،۱۳۔

نے تمہارے کام میں لگایا، یقیناً اس میں ارباب فکر کے لئے نشانیاں ہیں۔

حیوانات بھی انسانی مفادات کے لئے ہیں

البتہ اس وسیع کائنات میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اپنے اندر روح اور زندگی رکھتی ہیں، جن کو حیوانات کہا جاتا ہے، وہ بھی انسان کے نفع کے لئے بنائے گئے ہیں ، ارشاد ربانی ہے:

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَالَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَاتَأْكُلُونَ(5) وَلَكُمْ فِيهَاجَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ (6) وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوابَالِغِيهِ إِلَّابِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (7)وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ [3]

ترجمہ: جانوروں کو اللہ پاک نے تمہارے لئے پیدا فرمایا، ان جانوروں میں گرمی کا سامان ہے اور بہت سے منافع ہیں، تمہاری غذائی ضروریات بھی ان سے پوری ہوتی ہیں، تمہارے لئے ان میں عزت ہے، جب تم ان جانوروں کو شام میں چرا کر لاتے ہو اور چرانے کے لئے لے جاتے ہو، یہ تمہارے بوجھ ایسے شہروں تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جہاں تم سخت مشقت کے بغیر پہونچ نہیں سکتے، بے شک تمہارا رب بڑا شفیق اور مہربان ہے، اس نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے استعمال کرو، اللہ ایسی چیزوں کا خالق ہے جن کو تم

---

[3]-النحل : ۵ تا ۸ ۔

جانتے بھی نہیں ہو۔

جانوروں کے حقوق اورانتفاع کے حدود

لیکن ان کے بھی کچھ حقوق ہیں اور ان سے نفع اٹھانے کے بھی کچھ حدود ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے ابن ابی جمرہؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ بھی بندوں کے ساتھ اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ہر چیز کے لئے کچھ حدود مقرر کردیئے ہیں، یہاں تک کے قتل اور ذبح کے لئے بھی، تاکہ انسانوں کے آزادانہ تصرفات سے ظلم اور بے اعتدالی کو راہ نہ ملے:

قال بن أبي جمرة فيه رحمة الله لعباده حتى في حال القتل فأمر بالقتل وأمر بالرفق فيه ويؤخذ منه قهره لجميع عباده لأنه لم يترك لأحد التصرف في شيء الا وقد حد له فيه كيفية[4]

متعدد روایات میں ان حقوق وحدود کی نشاندہی کی گئی ہے:

جانور کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

☆ جانوروں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے، حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا قصہ سنایا جس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا، اور اس ایک عمل کی

---

[4]-: فتح الباري شرح صحيح البخاري ج 9ص 645 المؤلف : أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي الناشر : دار المعرفة – بيروت ، 1379 تحقيق : أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي عدد الأجزاء : 13 .

بناپر اس کی مغفرت کردی گئی۔

قالوا يا رسول الله وإن لنا في البهائم أجرا ؟ قال (في كل كبد رطبة أجر)[5]۔

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ! کیا جانوروں میں بھی ہم کو ثواب ملے گا ؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر تر جگر والی چیز میں ثواب ہے۔

☆ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کی برکت سے ایک زانیہ عورت کے سارے گناہ اللہ پاک نے بخش دیئے:

«أن امرأة بَغِيّا رَأَت كَلبا في يومٍ حارٍّ يُطيفُ بِبِئْرٍ،قد أدْلَعَ لِسَانُهُ من العطَشِ، فَنزَعَتْ لَهُ مُوقَها،فَغُفِرَ لَهَا[6]»

☆حضرت معاویہ بن قرۃ اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا(وہ غالباً قصاب تھا) کہ یارسول اللہ ! میں بکری ذبح کرتا ہوں تو اس کے ساتھ رحم کا معاملہ کرتا ہوں، تو اللہ کے نبی

---

[5]- الجامع الصحيح المختصر ج 2 ص 833 حدیث نمبر 2234 المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987 تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : 6

[6]- الجامع الصحيح المختصر ج 3 ص 1279 حدیث نمبر 3280 المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987 تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : 6 مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والشاة إن رحمتها رحمك الله [7]

اگر تم بکری کے ساتھ رحم کا برتاؤ کروگے تو اللہ پاک بھی تمہارے ساتھ رحم کا معاملہ فرمائیں گے۔

جانوروں کو ستانا گناہ ہے

☆حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(عذبت امرأة في هرة سجنتهاحتى ماتت فدخلت فيهاالنار لا هي أطعمتها ولا سقتها إذ حبستها ولا هي تركتها تأكل من خشاش الأرض) [8]

ترجمہ: کہ ایک عورت صرف اس لئے جہنم میں ڈال دی گئی کہ اس نے ایک بلی کو قید رکھا یہاں تک کہ وہ بھوکی مر گئی، نہ اس نے خود کھلایا پلایا اور نہ اس کو آزاد کیا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر جی لیتی۔

---

[7]- مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ٣ ص 436 حدیث نمبر 15630 المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة – القاهرة عدد الأجزاء : 6 الأحاديث مذيلة بأحكام شعيب الأرنؤوط عليها

[8]- الجامع الصحيح المختصر ج 3 ص 1284 حدیث نمبر 3295 المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987 تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : 6

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ:

وفيه أن تعذيب الحيوان غيرجائزوأن المظلوم من الحيوان يسلط يوم القيامة على ظالمه[9]

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کو ستانا جائز نہیں ہے، اور مظلوم جانور کل حشر میں ظالموں پر مسلط کئے جائیں گے۔

ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

وقد قال علماؤنا وكره السلخ قبل أن تبرد وكل تعذيب بلا فائدة لهذا الحديث[10]

ترجمہ: ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی بنیاد پر جانور کے ٹھنڈا ہونے سے قبل کھال کھینچنا اور بلا فائدہ تکلیف پہونچانا مکروہ ہے۔

☆ حدیث میں جانوروں سے بے ضرورت کھیلنے اوران کو تھکا تھکا کر مارنے سے بھی روکا گیا ہے، اور اس طرح کی حرکت کرنے والے کو شیطان کہا گیا ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رسولَ الله –صلى الله عليه وسلم– «رأى رجلا يتْبعُ حَمَامَةَ يلعُب بها ، فقال : شيطان يتْبعُ شيطانة»[11]

---

9 - عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج 9 ص 89 المؤلف : بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العيني (المتوفى : 855هـ)

10- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ج 12 ص 317 المؤلف : الملا علي القاري ، علي بن سلطان محمد (المتوفى : 1014هـ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کبوتر سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ "شیطان ہے شیطان کے پیچھے پڑا ہے۔

☆حضور ﷺ ازراہ مذاق بھی جانوروں کے ساتھ بے ضرورت چھیڑ چھاڑ کو پسند نہیں فرماتے تھے:

وعن ابن مسعودٍ – رضي الله عنه – قَالَ : كنَّا مَعَ رسول الله – صلى الله عليه وسلم – في سَفَرٍ ، فانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ ، فَرَأيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ ، فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا ، فَجَاءتِ الحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَعْرِشُ، فَجَاءَ النَّبيُّ – صلى الله عليه وسلم – فَقَالَ : ((مَنْ فَجعَ هذِهِ بِوَلَدِهَا ؟ ، رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْها[12]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ضرورت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا کو دیکھا جس کے دو بچے تھے، ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لئے، چڑیا آئی تو اپنے بچوں کو نہ پاکر پر پھڑ پھڑانے لگی، حضور ﷺ تشریف لائے اور یہ منظر

---

[11]-جامع الأصول في أحاديث الرسول ج ١٠ ص ٧٤٨ حدیث نمبر: ٨٤١٣ المؤلف : مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد الجزري ابن الأثير (المتوفى : 606هـ)تحقيق : عبد القادر الأرنؤوط الناشر : مكتبة الحلواني – مطبعة الملاح – مكتبة دار البيان الطبعة : الأولى

[12]- سنن أبي داود ج ٤ ص ٥٣٩ حديث نمبر : ٥٢٧٠ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء : 4
مصدر الكتاب : وزارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكنز الإسلامي،

ملاحظہ فرمایا تو ناراضگی کے ساتھ فرمایا کہ کس نے یہ حرکت کی ہے ؟اس کے بچے واپس کرو۔

البتہ بچے اگر جانور کے ساتھ محض دل بہلانے کے لئے کھیلیں، اور اس سے جانور کو کوئی جسمانی یا ذہنی اذیت نہ پہونچے تو بعض روایات کی روشنی میں اس حد تک گنجائش ہے، لیکن اگر تکلیف پہونچے تو بچوں کے لئے بھی اس طرح کا کھیل کھیلنے کی اجازت نہ ہو گی، حافظ ابن حجرؒ رقم طراز ہیں :

وقد نوزع بن القاص في الاستدلال به على إطلاق جواز لعب الصغير بالطير فقال أبو عبد الملك يجوز أن يكون ذلك منسوخا بالنهي عن تعذيب الحيوان وقال القرطبي الحق أن لا نسخ بل الذي رخص فيه للصبي إمساك الطير ليلتهي به وأما تمكينه من تعذيبه ولا سيما حتى يموت فلم يبح قط[13]

بعض نفع بخش جانوروں کی نسل کشی سے روکا گیا

☆جن جانوروں سے انسان زیادہ استفادہ کرتا ہے ان کے تحفظ وبقاپر زور دیا گیا ہے اور حتی الامکان ان کی نسل کشی جیسے اقدامات سے روکا گیا ہے، اس ضمن

---

[13]-: فتح الباري شرح صحيح البخاري ج 10 ص 586 المؤلف : أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي الناشر : دار المعرفة - بيروت ، 1379 تحقيق : أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي عدد الأجزاء : 13 -

میں وہ روایات قابل ذکر ہیں جن میں رسول خدا ﷺ نے چار جانور: چیونٹی، شہد کی مکھی، ھدھد اور لٹورا (ایک پرندہ) کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے:

قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ –صلى الله عليه وسلم– نَهَى عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ النَّمْلَةُ وَالنَّحْلَةُ وَالْهُدْهُدُ وَالصُّرَدُ[14].

☆بعض روایات میں ہے کہ "ٹڈی" خدائی لشکر اعظم ہے، اس کو قتل مت کرو:

عن أبي زهير النميري أن : رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : لا تقتلوا الجراد فإنه جند الله الأعظم[15]

☆مینڈک کی آواز کو تسبیح الٰہی کہا گیا ہے، چمگاڈر کو دشمنان مسجد اقصیٰ کے خلاف پابند عہد جنگ بتایا گیا ہے اس لئے ان کے قتل سے حتی الامکان گریز کرنا چاہئے:

***عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال:لا تقتلواالضفادع فإن نقيقهاتسبيح ولاتقتلواالخفاش فإنه لماخرب بيت**

---

[14]- سنن أبي داود ج 4 ص 538 حدیث نمبر : 5269 المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ـ بيروت عدد الأجزاء : 4
مصدر الكتاب : وزارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكنز الإسلامي [ملاحظات بخصوص الكتاب] 1– موافق للمطبوع.

[15]- المعجم الكبيرج 22 ص 297 حدیث نمبر : 18609 المؤلف : سليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني الناشر : مكتبة العلوم والحكم – الموصل الطبعة الثانية ، 1404 – 1983 تحقيق : حمدي بن عبدالمجيد السلفي عدد الأجزاء : 20

المقدس قال يا رب سلطني على البحر حتى أغرقهم فهذان موقوفان في الخفاش وإسنادهما صحيح[16]

یہ روایت گو کہ موقوف ہے لیکن اپنے مضمون کی بنا پر یہ مرفوع کے حکم میں ہے اور سند صحیح کے ساتھ منقول ہے۔

☆حضرت انسؓ کی ایک روایت میں اونٹ کو مرکز جمال، بکری کو باعث برکت اور گھوڑے کی پیشانی کو منبع نور قرار دیا گیا ہے:

الجمال في الإبل؛ والبركة في الغنم؛ والخيل في نواصيها الخير." الشيرازي في الألقاب – عن أنس"[17].

☆اور اسی باب میں وہ روایات بھی داخل ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ، گائے، بکرا اور گھوڑا کو خصی (بندھیا) کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اس کی توجیہ یہی فرمائی ہے کہ افزائش نسل تو حمل ہی سے ہوتی ہے:

16- سنن البيهقي الكبرى ج 9 ص 318 حديث نمبر : 19166 المؤلف : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي الناشر : مكتبة دار الباز – مكة المكرمة ، 1414 – 1994 تحقيق : محمد عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 10

17 - كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ج 12 ص 332 حديث نمبر : 35266 المؤلف : علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 75هـ) المحقق : بكري حياني – صفوة السقا الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ،1401هـ/1981م

عن بن عمر رضي الله عنهماقال:نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن إخصاء الإبل والبقروالغنم والخيل وقال إنماالنماء في الحبل[18]

گو کہ بضرورت ان جانوروں کو ذبح کرنے کی بھی اجازت ہے، لیکن ان روایات کے پیچھے اصل مقصد یہ باور کرانا ہے کہ انسان کی طرح ان جانوروں کی بھی نسلی اہمیت ہے، اور نظام کائنات کے تحفظ وبقامیں ان کا بھی اہم حصہ ہے۔

ذبح میں بھی حقوق کی رعایت

☆بلاشبہ انسان کو جانوروں سے استفادہ کا حق حاصل ہے، لیکن اس میں بھی اسلامی تعلیم یہ ہے کہ کم سے کم تکلیف پہونچا کر ان سے استفادہ کیا جائے ،حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَىْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ [19].

---

[18]- سنن البيهقي الكبرى]الكتاب : سنن البيهقي الكبرى ج 10 ص 24 حديث نمبر : 19580 المؤلف : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي الناشر : مكتبة دار الباز – مكة المكرمة ، 1414 – 1994 تحقيق : محمد عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 10

[19]- الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٦ ص ٧٢ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـــ بيروت الطبعة :عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات- سنن أبي داود ج 3 ص 58 المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ـــ بيروت عدد الأجزاء : 4

ترجمہ: اللہ پاک نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک کو فرض قرار دیا ہے ،اس لئے کسی جانور کو قتل کرو تو حسن سلوک کا خیال رکھو، ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو، تیز دھار دار چھری سے ذبح کرو تاکہ ذبیحہ کی روح نکلنے میں آسانی ہو۔

☆ذبح کے آداب میں سے یہ ہے کہ جانور کو نہایت ملائمت کے ساتھ مقام ذبح کی طرف لے جایا جائے ،ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بکری کو زمین پر گھسیٹتا ہوا لے جارہا ہے، آپ نے اس پر تنبیہ فرمائی:

إصبري لأمر الله وأنت يا جزار فسقها إلى الموت سوقا رفيقا[20]

ترجمہ: آپ نے بکری کو صبر کی تلقین فرمائی اور قصاب سے کہا کہ اس کو موت کی طرف نرمی کے ساتھ لے جاؤ۔

بعینہ یہی نصیحت ایک بار حضرت عمر فاروق ؓ نے بھی کسی قصاب کو کی تھی:

سقها سوقا جميلا[21]

☆ایک شخص کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ بکری کا کان کھینچتا ہوا جارہا ہے، آپ نے اس کو ارشاد فرمایا:

---

[20]- مصنف عبد الرزاق ج 4 ص 493 حدیث نمبر : 8609 المؤلف : أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني الناشر : المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة الثانية ، 1403 تحقيق : حبيب الرحمن الأعظمي عدد الأجزاء : 11 .

[21]-: جامع العلوم والحكم ج 1 ص 157 المؤلف : أبو الفرج عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي الناشر : دار المعرفة – بيروت الطبعة الأولى ، 1408هعدد الأجزاء : 1

(دع أذنها وخذ بسالفتها)[22]

اس کا کان چھوڑ دو، ضرورت ہے تو اس کی گردن پکڑ لو۔

بے مقصد جانور کو قتل کرنا اس کی حق تلفی ہے

جانور کا ایک حق یہ ہے کہ اس کو کھانے کے لئے یا اور کسی نیک مقصد سے ذبح کیا جائے، بے ضرورت مار کر پھینک نہ دیا جائے۔

☆حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسوال اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِحَقِّهَا سَأَلَهُ اللَّهُ عَنْ قَتْلِهِ»قِيلَ:يَارَسُولَ اللَّهِ وَمَاحَقُّهَا؟ قَالَ:«أَنْ تَذْبَحَهَا فَتَأْكُلَهَا وَلاَ تَقْطَعَ رَأْسَهَا فَتَرْمِي بِهَا »[23].

جو کسی چھوٹی یا بڑی چڑیا کو اس کے حق کے بغیر قتل کر دے اللہ پاک اس کے قتل کے بارے میں باز پرس کرے گا،لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! چڑیا کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:اس کو ذبح کر کے کھایا جائے،نہ کہ سر کاٹ کر پھینک

---

[22] - سنن ابن ماجه ج 2 ص 1059 حدیث نمبر : 3171 المؤلف : محمد بن يزيد أبو عبدالله القزويني الناشر : دار الفكر – بيروت تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي ،عدد الأجزاء : 2

[23]- السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج 9 ص 88 المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق :الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آبادالطبعة : الطبعة : الأولى ــ 1344 هـ عدد الأجزاء : 10

دیاجائے۔

☆حضرت شریدؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ،آپ ارشاد فرماتے تھے:

مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًاعَبَثًاعَجَّ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ يَارَبِّ إِنَّ فُلَانًاقَتَلَنِي عَبَثًاوَلَمْ يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ[24]

جس نے بلاوجہ کسی چڑیا کو قتل کیا وہ چڑیا کل بروز قیامت پروردگار عالم کے حضوراس کے خلاف استغاثہ کرے گی کہ اے پروردگار! فلاں شخص نے مجھے کسی نفع (کھانایاشکار) کے لئے نہیں بلکہ عبث یوں ہی مارڈالا تھا۔

اس میں کسی عالم کا اختلاف نہیں کہ بے ضرورت کسی جانور کا قتل یا ضرورت سے زیادہ کسی جانور کو اذیت دینا درست نہیں ہے:

وهو مستثنى من تعذيب الحيوان بالنار ؛ لأجل المصلحة الرَّاجحة . وإذا كان كذلك ، فينبغي أن يقتصر منه على الخفيف الذي يحصل به المقصود،ولايبالغ في التعذيب،ولا التشويه.وهذا لا يختلف فيه الفقهاء إن شاء الله تعالى[25]

---

[24]- سنن النسائي بشرح السيوطي وحاشية السندي ج ۷ ص ۲۷۵ حدیث نمبر : ۴۳۷۰ المؤلف : أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي المحقق : مكتب تحقيق التراث الناشر : دار المعرفة ببيروت الطبعة : الخامسة 1420هـ عدد الأجزاء : 8 في اربع مجلدات ۔

[25]- المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ج 17 ص 114 المؤلف / الشيخُ الفقيهُ الإمام ، العالِمُ العامل ، المحدِّثُ الحافظ ، بقيَّةُ السلف ، أبو العبَّاس أحمَدُ بنُ الشيخِ المرحومِ الفقيهِ أبي حَفْصٍ عُمَرَ بنِ إبراهيمَ الحافظ ، الأنصاريُّ القرطبيُّ * . إكمال المعلم شرح صحيح مسلم – للقاضي

☆عہد جاہلیت میں کسی خوشی کے موقعہ پر یا معزز شخصیات کی آمد پر جانور قتل کئے جاتے تھے، اسی طرح مرنے والوں کے لئے خیر سگالی کے طور پر ان کی قبروں پر جانور کاٹ کر چھوڑ دیئے جاتے تھے جن کو چرند و پرند کھاجاتے تھے ،اس کے بارے میں ان کا تصور تھا کہ اس طرح ان کا گوشت مردہ تک پہونچ جاتا ہے،اس طریقہ کو "عقر" کہا جاتا تھا،اسلام میں اس پر پابندی عائد کردی گئی[26]۔

حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« لاَ عَقْرَ فِى الإِسْلاَمِ ». قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَقَرَةً أَوْ شَاةً[27].

ایک روایت میں ہے کہ:

مَنْ عقَرَ بَهِيمَةً ذَهَبَ رُبُعُ أَجْرِهِ[28]

عياض ج 6 ص 202 المؤلف : العلامة القاضي أبو الفضل عياض اليحصبي 544 هـ عدد الأجزاء / 8 -

[26] - شرح السنة ــ للإمام البغوى ج ١١ ص ٢٢٦ المؤلف : الحسين بن مسعود البغوي دار النشر : المكتب الإسلامي - دمشق ــ بيروت ــ 1403هــ - 1983م عدد الأجزاء / 15 الطبعة : الثانية تحقيق : شعيب الأرناؤوط - محمد زهير الشاويش

[27]- سنن أبي داود ج ٣ ص ٢٠٩ حديث نمبر :٣٢٢٤المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء : 4 مصدر الكتاب : وزرارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكتز الإسلامي-

[28]- السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج 9 ص 88 المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي المؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق

ترجمہ: جس نے کسی جانور کا کوچ کاٹا اس کا ایک چوتھائی ثواب ختم ہو گیا۔

کسی ذی روح کو نشانہ بنانا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنا درست نہیں

☆متعدد روایات میں جانور کو باندھ کر مارنے یا کسی ذی روح کو زندہ نشانہ بنانے کی سخت ممانعت آئی ہے:

فَقَالَ أَنَسٌ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ[29].

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اس مضمون کی روایت حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے بھی منقول ہے[30]۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِىَّ –صلى الله عليه وسلم– قَالَ«لاَتَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا »[31].

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

:الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آبادالطبعة : الطبعة : الأولى ــ 1344 هــ عدد الأجزاء : 10

[29]- الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج 6 ص 72 حديث نمبر۵۱۶۹المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ــ بيروت الطبعة :عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات

[30]- حوالہ بالا حدیث نمبر ۵۱۷۵۔

[31]- حوالہ بالا حدیث نمبر ۵۱۷۱۔

ارشاد فرمایا کہ کسی ذی روح کو نشانہ نہ بناؤ۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک بار کچھ قریشی نوجوانوں کے پاس سے گذرے جو ایک زندہ مرغی یا پرندہ کو باندھ کر نشانہ بازی کر رہے تھے آپ کو دیکھ کروہ منتشر ہوگئے، آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا[32].

رسول اللہ ﷺ نے کسی ذی روح کو نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

☆ جانور کو سیدھے ذبح کرنے کا حکم ہے ،زندہ جانور کا ہاتھ ،پاؤں ،کان وغیرہ کاٹنا سخت گناہ ہے،اس کو مثلہ کہتے ہیں،

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم– يَقُولُ« لَعَنَ اللَّهُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ »[33].

---

[32]- حوالہ بالا حدیث نمبر ۴۷۱۵۔

[33]- : المجتبى من السنن ج ۷ ص ۲۳۸ حدیث نمبر: ۴۴۴۲ المؤلف : أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائي الناشر : مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب الطبعة الثانية ، 1406 – 1986 تحقيق : عبدالفتاح أبو غدة عدد الأجزاء : 8 –* السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج 9 ص 88 المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق : الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آبادالطبعة : الطبعة : الأولى ـــ 1344 هـــ عدد الأجزاء : 10

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو حیوان کو مثلہ کرے۔

جانوروں کو باہم لڑانا ممنوع ہے

☆ بعض علاقوں میں جانوروں کو آپس میں لڑانے کا کھیل بھی کھیلا جاتا ہے، جس سے جانوروں کو کافی اذیت پہونچتی ہے، اسلام میں اس کو ممنوع قرار دیا گیا، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– عَنِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ[34].

رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں:

وَوَجْهُ النَّهْيِ أَنَّهُ إيلَامٌ لِلْحَيَوَانَاتِ وَإِتْعَابٌ لَهَا بِدُونِ فَائِدَةٍ بَلْ مُجَرَّدُ عَبَثٍ[35]

ترجمہ: ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانوروں کے لئے اذیت اور بے فائدہ

---

[34]- سنن أبي داود ج 2 ص 331 حدیث نمبر : 2564 المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء : 4 * الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 4 ص 210 حدیث نمبر : 1709 المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5-

[35]- نيل الأوطار ج 12 ص 402 المؤلف : محمد بن علي بن محمد الشوكاني (المتوفى : 1250هـ)

تکان کا باعث بلکہ عبث ہے۔

جانوروں کو ذہنی اذیت پہونچانا بھی گناہ ہے

☆ جسمانی تکلیف تو اپنی جگہ جانوروں کو ذہنی اور معنوی اذیت پہونچانے سے بھی روکا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ چھری جانور کے سامنے تیز نہ کی جائے:

عبد الله بن عمر قال أمر رسول الله صلى الله عليه و سلم بحد الشفار وأن توارى عن البهائم[36]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، ایک بار حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص بکری کو گرائے ہوئے اس کے مونڈھے پر پاؤں رکھ کر چھری تیز کر رہا ہے، اور بکری اسے دیکھ رہی ہے، آپ نے ناراضگی کے ساتھ فرمایا کہ کیا تم اسے دوہری موت دینا چاہتے ہو؟

عن ابن عباس قال : مر رسول الله صلى الله عليه و سلم على رجل واضع رجله على صفحة شاة وهو يحد شفرته وهي تلحظ إليه ببصرها قال : أفلا قبل هذا ؟ أو تريد أن تميتها موتتان ؟[37]

---

[36]- : سنن ابن ماجه ج 2 ص 1059 حدیث نمبر : 3172 المؤلف : محمد بن يزيد أبو عبدالله القزويني الناشر : دار الفكر – بيروت تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي
عدد الأجزاء : 2 مع الكتاب : تعليق محمد فؤاد عبد الباقي

جانوروں کی بے زبانی کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ وہ احساسات سے عاری ہیں اوران میں باتوں کے سمجھنے کی اہلیت نہیں ہے،وہ اپنے مالک کو بھی پہچانتے ہیں اور موت سے بھی ڈرتے ہیں،اسی مضمون کوایک حدیث میں اس طرح بیان فرمایا گیا:

ما أبهمت عليه البهائم فلم تبهم أنها تعرف ربها وتعرف أنها تموت[38]

☆روایات میں ماں سے اس کا بچہ چھیننے سے منع کیا گیا ہے،خواہ وہ انسان کاہو یاحیوان کا،کہ اس سے شدید ذہنی صدمہ پہونچتا ہے:

عن النبي صلى الله عليه و سلم أنه نهى أن توله والدة عن ولدها وهو عام في بني آدم وغيرهم[39]

جانوروں کو زندہ جلانا ممنوع ہے

☆جانوروں کو خواہ وہ کتنے ہی تکلیف دہ ہوں زندہ جلانے سے منع کیا گیا ،حضور ﷺ نے ایک بار سفر میں جلی ہوئی چیونٹیوں کی بستیاں دیکھیں،تو آپ نے

---

[37]- المعجم الكبير ج 11 ص 332 حدیث نمبر : 11943المؤلف : سليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني الناشر : مكتبة العلوم والحكم – الموصل الطبعة الثانية ، 1404 – 1983 تحقيق : حمدي بن عبدالمجيد السلفي عدد الأجزاء : 20 .

[38]-: جامع العلوم والحكم ج 1 ص 157 المؤلف : أبو الفرج عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي الناشر : دار المعرفة – بيروت الطبعة الأولى ، 1408هعدد الأجزاء : 1

[39]-حوالۂ بالا۔

ناگواری کے ساتھ فرمایا کہ آگ کی سزا دینے کا حق صرف آگ کے مالک کو ہے:

وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ « مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ».قُلْنَا نَحْنُ.قَالَ« إِنَّهُ لاَ يَنْبَغِى أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلاَّ رَبُّ النَّارِ[40].

اسی لئے اکثر علماء کی رائے یہی ہے کہ بچھو یا کسی بھی موذی جانور کو زندہ جلانا درست نہیں ہے:

وأكثرُ العلماء على كراهةِ التحريق بالنار حتى للهوام،وقال إبراهيم النَّخعيُّ:تحريقُ العقرب بالنار مُثلةٌ . ونهت أمُ الدرداء عن تحريق البرغوث بالنار[41]۔

موذی جانوروں میں آسان طریقۂ قتل اختیار کیا جائے

☆موذی جانوروں کو مارنے کا حکم ہے، مگر اس میں بھی ایسے طریقۂ قتل کو ترجیح دی گئی ہے جس میں کم سے کم تکلیف میں وہ موذی جانور ختم ہو جائے ، مثلاً گرگٹ مارنے کا حکم دیا گیا تو کہا گیا کہ ایک ضرب میں ماردینا زیادہ باعث فضیلت ہے،اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ کئی ضرب میں تکلیف زیادہ ہو گی[42]۔

---

[40] - سنن أبي داود ج 3 ص 8 حديث نمبر : 2677 المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ـ بيروت عدد الأجزاء : 4
مصدر الكتاب : وزارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكنز الإسلامي * مسند الإمام أحمد بن حنبل ج 1 ص 423 حديث نمبر : 4018 المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة – القاهرة عدد الأجزاء : 6 الأحاديث مذيلة بأحكام شعيب الأرنؤوط عليها

[41]- جامع العلوم والحكم ج 1 ص 155 المؤلف : أبو الفرج عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي الناشر : دار المعرفة – بيروت الطبعة الأولى ، 1408هعدد الأجزاء : 1

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم « مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِى أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً وَمَنْ قَتَلَهَافِى الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَاوَكَذَاحَسَنَةً لِدُونِ الأُولَى وَإِنْ قَتَلَهَافِى الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَاوَكَذَاحَسَنَةًلِدُونِ الثَّانِيَةِ [43].

گھر میں بر آمد ہونے والے سانپ کو فوراً نہ مارا جائے

گھر میں سانپ بر آمد ہو تو فوراً مارنے سے منع کیا گیا بلکہ کم از کم تین بار عہد نوح اور عہد سلیمان کا حوالہ دینے کی تلقین کی گئی ہے،اس کے باوجود بھی سانپ ڈٹا رہے تو اب وہ لائق قتل ہے،متعدد روایات حدیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَتْ الْحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُولُوا لَهَا إِنَّا نَسْأَلُكِ بِعَهْدِ نُوحٍ وَبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ أَنْ

---

[42]- یہ توجیہ علامہ قرطبیؒ نے کی ہے،المفہم شرح مسلم میں رقمطراز ہیں: قلت : ويظهر لي وجة آخر ، وهو : أن قتلها وإن كان مأمورًا به لكن لا تعذب بكثرة الضرب عليها ، بل ينبغي أن يجهز عليها في أوَّل ضربة . ويشهد لهذا نهيه ــ صلى الله عليه وسلم ــ عن تعذيب الحيوان ، وقوله : ((إذا قتلتم فأحسنوا القتلة ، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح)) ، والله تعالى أعلم (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ج 18 ص 38 المؤلف / الشيخُ الفقيهُ الإمام ، العالِمُ العامل ، المحدِّثُ الحافظ ، بقيَّةُ السلف ، أبو العبَّاس أحمَدُ بنُ الشيخِ المرحومِ الفقيهِ أبي حَفْصٍ عُمَرَ بنِ إبراهيمَ الحافظ ، الأنصاريُّ القرطبيُّ ، رحمه الله وغفَر له)-

[43]- الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج 7 ص 42 5983 المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ــ بيروت الطبعة :عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات

لَا تُؤْذِينَا فَإِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوهَاقَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى[44]

اس طرح سانپ جیسے خطرناک جانور کو بھی بچ کر نکلنے کا موقعہ دیا گیا ،علاوہ اس میں خود انسان کے لئے بھی بڑے فائدے ہیں ،انسان بڑے خطرات سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔

ان تفصیلات سے جانوروں کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا مزاج معلوم ہوتا ہے اور ان کے حقوق اور استفادہ اور دفاع کے حدود پر بھی روشنی پڑتی ہے ،اس تناظر میں ان سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں جو اس ضمن میں اٹھائے گئے ہیں:

چارہ خور جانوروں کو لحمی غذائیں دینا

ا – آج کل چارہ خور جانوروں کے لئے ایسی غذائیں تیار کی جارہی ہیں جن میں لحمی اجزاء بھی شامل ہوتے ہیں، تاکہ وہ تیزی سے بڑھ سکیں اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے، جو ظاہر ہے کہ چارہ خور جانوروں کی فطرت کے خلاف ہے، کیا یہ عمل جائز ہے؟

---

[44]- الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 4 ص 78 حدیث نمبر : 1485 المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5

اس سوال میں دو باتیں قابل توجہ ہیں اور انہی پر حکم کی بنیاد ہے:

لحمی غذائیں اگر جانور کے لئے نقصان دہ ہوں

☆ یہ لحمی غذائیں جانور کے لئے باعث ایذا ہیں یا نہیں ؟اگر خلاف فطرت ہونے کے باوجود ان کو کوئی جسمانی یا ذہنی اذیت نہیں پہونچتی ہے تو بظاہر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ،اس لئے کہ چارہ خور اور گوشت خور کی تقسیم کسی نص پر نہیں بلکہ تخمین واستقراء پر مبنی ہے ،جو ظنی ہے، اگر کسی زمانے میں یا کسی جانور کے حق میں کسی وجہ سے یہ معیار تبدیل ہو جائے ،اور وہ جانور کے لئے باعث اذیت نہ ہو اور عام انسانوں کے لئے مفید ہو تو شرعی ضوابط کے مطابق اس میں کچھ حرج نہیں ہے ،جانور تو انسان کے فائدے کے لئے ہی بنائے گئے ہیں ،اس لئے غذائی تصرفات کے نتیجے میں اگر یہ فائدے بڑھ جاتے ہیں تو یہ نہ خلاف موضوع ہے اور نہ خلاف مقصود، قرآن کریم میں ہے:

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ [45]

ترجمہ : جانوروں کو اللہ پاک نے تمہارے لئے پیدا فرمایا،ان جانوروں میں گرمی کا سامان ہے اور بہت سے منافع ہیں، تمہاری غذائی ضروریات بھی ان سے پوری ہوتی ہیں۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جانوروں میں بہت سے منافع ہیں لیکن

---

[45] -الحجر : ۵ ۔

غذائیت بنیادی چیز ہے۔۔۔۔۔

نیز جانوروں میں گوشت اور وزن کی زیادتی بھی مذموم نہیں مطلوب ہے ،اس لئے کہ قربانی کے جانوروں کو موٹا اور باوزن بنانے پر زور دیا گیا ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

إن أفضل الضحايا أغلاها و أسمنها [46]

ترجمہ: سب سے بہتر قربانی وہ ہے جو گراں اور زیادہ موٹا ہو،

اسی طرح گوشت کی لذت و لطافت بھی امر محمود ہے ،یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جانوروں کو خصی کرنے کی اجازت دی ہے کہ اس سے گوشت میں لطافت ولذت پیدا ہوتی ہے ،جب کہ یہ عمل بظاہر خلاف فطرت اور تکلیف دہ محسوس ہوتا ہے ،اوریکگونہ نسل کشی بھی ہے، لیکن غذائی لطافت ولذت کے لئے اس کی اجازت دی گئی، شیخی زادہؒ تحریر فرماتے ہیں:

ويجوز إخصاء البهائم منفعة للناس لأن لحم الخصي أطيب [47]

---

[46] - المستدرك على الصحيحين ج 4 ص 257 حدیث نمبر : 7561المؤلف : محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم النيسابوري الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ، 1411 – 1990 تحقيق : مصطفى عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 4 مع الكتاب : تعليقات الذهبي في التلخيص -

[47]- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحرج 4 ص 224 عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة 1078هـــ تحقيق خرج آياته وأحاديثه خليل عمران المنصور الناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1419هــ – 1998م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء 4-

ترجمہ: جانوروں کو خصی کرنا لوگوں کے نفع کے لئے جائز ہے، اس لئے کہ خصی کا گوشت لذیذ تر ہوتا ہے۔

البتہ اگر لحمی غذائیں جانوروں کے لئے باعث اذیت ہوں، یا ان سے جانور کے گوشت اور دودھ میں خرابی پیدا ہوتی ہو تو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

لحمی غذاؤں میں اگر حرام اجزاء کی شمولیت ہو

☆ دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان لحمی غذاؤں میں حرام اور ناپاک اجزاء کی شمولیت ہے یا نہیں؟ حکم شرعی پر اس سے بھی فرق پڑتا ہے، اگر لحمی غذاؤں میں حرام اور ناپاک اجزاء غالب ہیں تو فقہاء کی تصریحات کے مطابق بالقصد جانوروں کو ناپاک غذائیں دینا جائز نہیں ہے، البتہ علاج اور ضرورت کی صورتیں مستثنیٰ ہیں، علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

وَكُرِهَ شُرْبُ دُرْدِيِّ الْخَمْرِ وَالِامْتِشَاطُ بِهِ) لِأَنَّ فيه أَجْزَاءَ الْخَمْرِ فَكَانَ حَرَامًا نَجسًا وَالِانْتِفَاعُ بمثله حَرَامٌ وَلِهَذَا لَا يَجُوزُ أَنْ يُدَاوِيَ بِهِ جُرْحًا وَلَا أَنْ يَسْقِيَ ذِمِّيًّا وَلَا صَبِيًّا وَالْوَبَالُ على من سَقَاهُ وَكَذَا لَا يُسْقِيهِ الدَّوَابَّ ------ كما لَا يَحْمِلُ الْمَيْتَةَ إلَى الْكَلْبِ[48]

ترجمہ: شراب کے تلچھٹ کو پینا یا لگانا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں اجزاء خمر موجود ہیں، پس یہ ناپاک ہیں، اور ان سے انتفاع حرام ہے، اس کو زخم پر

---

[48] - البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج 8 ص 249 زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت -

بطور دوا لگانا بھی جائز نہیں، اور نہ کسی ذمی یا بچے کو پلانا جائز ہے، اور وبال پلانے والے کی گردن پر ہو گا، اسی طرح جانوروں کو پلانا بھی درست نہیں، جس طرح کہ کتے کے سامنے مردار چیز نہیں ڈالی جائے گی۔

اسی طرح کی بات مجمع الانہر میں بھی ہے:

ولا يجوز الانتفاع بالخمر لأن الانتفاع بالنجس حرام كما حققناه في الكراهية ولا يجوز أن يداوى بها أي بالخمر جرح بضم الجيم ولا يجوز أن يداوي بها دبر دابة لأنه نوع انتفاع والدبر بالتحريك قرحة دابة ولا تسقى آدميا ولو وصلية صبيا للتداوي كما بيناه في الكراهية ولا تسقى الدواب مطلقا[49]

☆ ولا تحمل الجيفة إلى الهرة وتحمل الهرة إليها[50]

ہاں جانور خود جا کر کھالے تو مضائقہ نہیں:

وقيل إن أريد سقي الدواب لا يحمل الخمر إليها أي إلى الدابة فإن قيدت أي الدابة إلى الخمر فلا بأس به أي بالقود لأنه لا

---

[49]- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ج 4 ص 253 عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة 1078هـ تحقيق خرج آياته وأحاديثه خليل عمران المنصور الناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1419هـ – 1998م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء 4

[50] -الاختيار لتعليل المختارج 4 ص 179 المؤلف : عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي دار النشر : دار الكتب العلمية – بيروت / لبنان – 1426 هـ – 2005 م الطبعة : الثالثة تحقيق : عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء / 5

يكون حاملها كما في الكلب مع الميتة فإنه إن دعاه إليها فلا بأس به وإن حملها إليه لا يجوز[51]

البتہ اس سے جانور کے گوشت کی حلت پر اثر نہیں پڑے گا، اس لئے کہ معدہ میں پہونچ کر غذا تحلیل ہو جاتی ہے، اور دوسرے اجزاء سے مل کر فنا ہو جاتی ہے، الا یہ کہ اتنی کثرت سے ناپاک غذائیں دی جائیں کہ جانور کے گوشت میں اس کے اثرات نمایاں ہو جائیں، تو ایسے جانور کا گوشت کھانا درست نہ ہو گا، فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے:

☆وَلَوْ سَقَى شَاةً خَمْرًا لَا يُكْرَهُ لَحْمُهَا وَلَبَنُهَا لِأَنَّ الْخَمْرَ وَإِنْ كانت بَاقِيَةً في مَعِدَتِهَا فلم يَخْتَلِطْ بِلَحْمِهَا وَإِنْ اسْتَحَالَتْ الْخَمْرُ لَحْمًا فَيَجُوزُ كما لو اسْتَحَالَتْ خَلًّا إلَّا إذَا سَقَاهَا كَثِيرًا بِحَيْثُ يُؤَثِّرُ في رَائِحَتِهَا الْخَمْرُ فإنه يُكْرَهُ لَحْمُهَا[52]

☆أَمَّا الَّتِي تَخْلِطُ بِأَنْ تَتَنَاوَلَ النَّجَاسَةَ وَالْجِيَفَ ، وَتَتَنَاوَلَ غَيْرَهَا عَلَى وَجْهٍ لَا يَظْهَرُ أَثَرُ ذَلِكَ فِي لَحْمِهَا فَلَا بَأْسَ بِهِ وَلِهَذَا يَحِلُّ أَكْلُ لَحْمِ جَدْيٍ غُذِّيَ بِلَبَنِ الْخِنْزِيرِ ؛ لِأَنَّ لَحْمَهُ لَا يَتَغَيَّرُ ، وَمَا غُذِّيَ بِهِ يَصِيرُ مُسْتَهْلَكًا لَا يَبْقَى لَهُ أَثَرٌ ، وَعَلَى هَذَا قَالُوا لَا

---

[51]-حوالۂ بالا۔

[52]- البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج 8 ص 249 زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت -

بَأْسَ بِأَكْلِ الدَّجَاجِ ؛ لِأَنَّهُ يَخْلِطُ ، وَلَا يَتَغَيَّرُ لَحْمُهُ وَرُوِيَ { أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ الدَّجَاجَ }[53]

دودھ یا گوشت میں اضافے کے لئے جانوروں کو انجکشن دینا

(۲)زیادہ دودھ حاصل کرنے کے لئے اور بعض چھوٹے جانوروں کے گوشت میں اضافے کے لئے جانوروں کو انجکشن لگانا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے حاصل ہونے والا دودھ یا گوشت صالح ہو ،اور جانوروں کی جسمانی صحت پر منفی اثرات نہ پڑیں۔۔۔

☆اگر دودھ اور گوشت تو صحیح ہوں لیکن جانور کی صحت اس سے متأثر ہوتی ہو تو بھی اس کی گنجائش ہے اس لئے کہ جانوروں کو بے فائدہ تکلیف دینا مکروہ ہے، مگر انسانی مفادات کے حصول کے لئے جانوروں کو تھوڑی بہت تکلیف دینے کی شرعاً اجازت ہے:

[53]-. تبين الحقائق شرح كنز الدقائق ج 6 ص 10 فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي الحنفي.الناشر دار الكتب الإسلامي.سنة النشر 1313هـ.مكان النشر القاهرة.

عدد الأجزاء 6*3 وكذا فى : رد المحتار على "الدر المختار : شرح تنوير الابصار" ج 26 ص 303 المؤلف : ابن عابدين ، محمد أمين بن عمر (المتوفى : 1252هـ) *

والمبسوط ج 14 ص 143 المؤلف : محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى : 483هـ) والمحيط البرهاني ج ص 649 المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق : الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :عدد الأجزاء : 11

☆ ولأن السمة وإن كان فيها إيلام الحيوان ففيها منفعة للمسلمين[54]

وهذه الأحاديث كلها تدلُّ على جواز كي الحيوان لمصلحة العلامة في كل الأعضاء إلا في الوجه . وهو مستثنى من تعذيب الحيوان بالنار ؛ لأجل المصلحة الرَّاجحة . وإذا كان كذلك ، فينبغي أن يقتصر منه على الخفيف الذي يحصل به المقصود ، ولا يبالغ في التعذيب ، ولا التشويه . وهذا لا يختلف فيه الفقهاء إن شاء الله تعالى[55]

وكل زيادة تعذيب لا يحتاج إليها مكروهة كجر المذبوح برجله إلى المذبح وسلخه قبل أن يتم موته[56]

* (و) كره كل تعذيب بلا فائدة[57]

☆البتہ گوشت یادودھ کے فاسد یا مضر صحت ہونے کی صورت میں اس

---

[54]- شرح السير الكبير ج 5 ص 217 .

[55]- المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ج 17 ص 114
المؤلف / الشيخُ الفقيهُ الإمام ، العالِمُ العامل ، المحدِّثُ الحافظ ، بقيَّةُ السلف ، أبو العبَّاس أحْمَدُ بنُ الشيخِ المرحومِ الفقيهِ أبي حَفْصٍ عُمَرَ بنِ إبراهيمَ الحافظ ، الأنصاريُّ القرطبيُّ ، رحمه الله وغَفَر له

[56]- تحفة الملوك (في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة النعمان)ج 1 ص 241 محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الرازي سنة الولادة 0/ سنة الوفاة 666 تحقيق د. عبد الله نذير أحمد
الناشر دار البشائر الإسلامية سنة النشر 1417 مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 1

[57] - الدر المختار ، شرح تنوير الأبصار في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة ج 5 ص 607 المؤلف : محمد ، علاء الدين بن علي الحصكفي (المتوفى : 1088هـ)

عمل کی اجازت نہیں دی جائے گی، اس لئے کہ یہ تعذیب بلا فائدہ قرار پائے گی۔

حلال اور حرام جانوروں کا جنسی اختلاط

(۳) حلال جانوروں کے دودھ میں اضافہ یا اس کے جسمانی حجم کو بڑھانے کے لئے حرام جانور سے اس کا اختلاط کرایا جاتا ہے، خاص کر جرسی گائے کے بارے میں عام تصور یہ ہے کہ یہ خنزیر کے اختلاط سے پیدا ہوتی ہیں، اسی لئے ان کے دودھ کی مقدار دوسری گایوں کے مقابلے میں کافی زیادہ ہوتی ہے، یہاں پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں:

(الف) کیا ایک جانور کا اس طرح دوسری جنس کے جانور سے اختلاط کرانا درست ہے؟

(ب) دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر ان میں سے ایک حلال اور دوسرا حرام ہو تو اس سے پیدا ہونے والے بچوں پر شرعاً کیا اثر مرتب ہوگا؟

جائز مقاصد کے لئے دو مختلف الجنس جانوروں کا اختلاط جائز ہے

☆ نصوص اور فقہی عبارات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ جانوروں میں تحفظ نسب ملحوظ نہیں ہے اس لئے جائز اغراض و مقاصد کے لئے دو مختلف الجنس جانوروں کا باہم اختلاط کرانا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے جانور یا حاصل شدہ نتائج پر مضر اثرات مرتب نہ ہوں:

☆ اس لئے کہ قرآن کریم میں خچر کا ذکر موقعۂ امتنان و تحسین پر کیا گیا

ہے، جو گدھی اور گھوڑے کے اختلاط سے پیدا ہوتا ہے، [58]جس سے کم از کم اس کی اباحت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ موقعۂ تحسین پر کسی چیز کا ذکر نا اس کی ترغیب کے مترادف ہے:

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ[59]

ترجمہ: اللہ پاک نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا فرمائے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے استعمال کرو، اور اللہ پاک پیدا فرماتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔

☆رسول اللہ ﷺ سے بھی بکثرت خچر کی سواری کا ثبوت ملتا ہے، حنین کے موقعہ پر آپ نے سواری کے لئے خچر کو استعمال فرمایا[60] ، حضرت علیؓ سے

---

[58]- کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس اختلاط کا تجربہ قارون نے کیا، اسی طرح حضرت علیؓ کے حوالے سے منقول ہے کہ ابتدا میں خچروں میں توالد و تناسل کا سلسلہ بھی جاری تھا، بلکہ دوسرے جانوروں کے مقابلے میں بڑھ کر تھا، لیکن آتش نمرود کے لئے لکڑیاں ڈھونے میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس لئے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بددعا فرمادی ، اور ان کی نسل منقطع ہوگئی(حاشية البجيرمي على الخطيب ج 13 ص 169المؤلف : سليمان بن محمد البجيرمي (المتوفى : 1221هـ)[حاشية على كتاب الخطيب الشربيني المسمى الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع] ، تحفة الحبيب على شرح الخطيب (البجيرمي على الخطيب)ج 5 ص 220 المؤلف : سليمان بن محمد بن عمر البجيرمي الشافعي دار النشر : دار الكتب العلمية – بيروت/ لبنان – 1417هـ –1996م الطبعة : الأولى عدد الأجزاء / 5

[59]-النحل : ٧ .

[60] - الجامع الصحيح المختصرج 3 ص 1054 حدیث نمبر : 2719 المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بار ہدیہ میں خچر پیش کیا گیا تو آپ نے قبول فرمایا اور اس پر سوار ہوئے [61] ۔ اگر خچر کا طریقۂ پیدائش ممنوع ہوتا تو حضور ﷺ ہرگز اس پر سواری فرما کر اس کی حوصلہ افزائی نہ فرماتے۔۔۔۔۔

البتہ اسی روایت کا اگلا ٹکڑا یہ ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضور ﷺ سے اس طریقۂ اختلاط کو اختیار کرنے کی اجازت مانگی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "یہ عمل وہ لوگ کرتے ہیں جو بے علم ہیں"

فَقَالَ عَلِىٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هَذِهِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ الَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ [62] ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل پسندیدہ نہیں ہے ،اسی لئے بعض روایات میں صراحت کے ساتھ یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے بنی ہاشم کو اس عمل سے منع فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَبْدًامَأْمُورًا مَا اخْتَصَّنَا دُونَ النَّاسِ بِشَىْءٍ إِلاَّ بِثَلاَثٍ أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ

الطبعة الثالثة ، **1407 – 1987** تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : **6** مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا

[61]- سنن أبي داود ج **2** ص **331** حدیث نمبر : **2567** المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء : **4**

[62]-حوالۂ بالا۔

الْوُضُوءَ وَأَنْ لاَ نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لاَ نُنْزِىَ حِمَارًا عَلَى فَرَسٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى وَفِى الْبَابِ عَنْ عَلِىٍّ. وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ[63]

یہ روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے بھی منقول ہے[64]۔

انہی روایات کی بنیاد پر بعض علماء نے مثلاً علامہ طیبیؒ وغیرہ نے اس عمل کو ناجائز یا مکروہ کہا ہے، یہ حضرات اس طریق اختلاط کو قطع نسل کے مترادف قرار دیتے ہیں۔۔۔۔ علاوہ یہ اعلیٰ کو ادنیٰ سے تبدیل کرنا بھی ہے[65]۔

لیکن امام طحاویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ممانعت صرف بنی ہاشم کے لئے تھی، دوسروں کے لئے نہیں، اور بنی ہاشم کے لئے بھی یہ ممانعت بقول حضرت عبداللہ بن حسنؒ اس علت کی بنا پر تھی، کہ بنی ہاشم میں گھوڑوں کی تعداد کم تھی اور اس عمل سے یہ تعداد مزید کم ہو جاتی، جب کہ جہاد اور تیز رفتار سفر کے لئے گھوڑوں کی زیادہ ضرورت تھی، اس طرح گویا بنی ہاشم کے لئے بھی یہ ممانعت دائمی نہیں تھی۔۔۔۔ ورنہ خچر اگر ایسا ہی شجر ممنوعہ ہوتا تو خود رسول اللہ ﷺ اس کی سواری قبول نہ فرماتے:

---

[63]- سنن الترمذى ج 6 ص 486 حدیث نمبر : 1802المؤلف : محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى مصدر الكتاب : موقع وزارة الأوقاف المصرية

[64]- مسند الإمام أحمد بن حنبل ج 1 ص 132 حدیث نمبر :1108 المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة – القاهرة عدد الأجزاء : 6

الأحاديث مذيلة بأحكام شعيب الأرنؤوط عليها

[65]- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ج 12 ص 29 المؤلف : الملا علي القاري ، علي بن سلطان محمد (المتوفى : 1014هـ)

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : فَمَا مَعْنَى اخْتِصَاصِ النَّبِيِّ j بَنِي هَاشِمٍ بِالنَّهْيِ عَنْ إِنْزَاءِ الْحَمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ ؟ قِيلَ لَهُ : لِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُد،قَالَ:حَدَّثَنَاأَبُوعُمَرَ الْحَوْضِيُّ،قَالَ:حَدَّثَنَاالْمُرَجَّى,هُوَابْنُ رَجَاءٍ ،قَالَ:حَدَّثَنَا أَبُو جَهْضَمٍ ,قَالَ:حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ , عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما , قَالَ : مَا اخْتَصَّنَا رَسُولُ اللَّهِ j إِلَّا بِثَلَاثٍ : أَنْ لاَ نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ , وَأَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ , وَأَنْ لاَ نُنْزِيَ حِمَارًا عَلَى فَرَسٍ . قَالَ : فَلَقِيت عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ , فَحَدَّثْته , فَقَالَ : صَدَقَ , كَانَتْ الْخَيْلُ قَلِيلَةً فِي بَنِي هَاشِمٍ فَأَحَبَّ أَنْ تَكْثُرَ فِيهِمْ . فَبَيَّنَ عَبْدُ اللَّهُ بْنُ الْحَسَنِ – بِتَفْسِيرِهِ هَذَا – الْمَعْنَى الَّذِي لَهُ اخْتَصَّ رَسُولُ اللَّهِ j بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لاَ تَنْزُوا الْحِمَارَ عَلَى فَرَسٍ , وَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِلتَّحْرِيمِ , وَإِنَّمَا كَانَتْ الْعِلَّةُ , قِلَّةَ الْخَيْلِ فِيهِمْ , فَإِذَا ارْتَفَعَتْ تِلْكَ الْعِلَّةُ , وَكَثُرَتْ الْخَيْلُ فِي أَيْدِيهِمْ , صَارُوا فِي ذَلِكَ كَغَيْرِهِمْ . وَفِي اخْتِصَاصِ النَّبِيِّ j بِالنَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ , دَلِيلٌ عَلَى إِبَاحَتِهِ إِيَّاهُ لِغَيْرِهِمْ . وَلِمَا كَانَ j قَدْ جَعَلَ فِي ارْتِبَاطِ الْخَيْلِ , مَا ذَكَرْنَا مِنْ الثَّوَابِ وَالأَجْرِ , وَسُئِلَ عَنْ ارْتِبَاطِ الْحَمِيرِ , فَلَمْ يَجْعَلْ فِي ارْتِبَاطِهَا شَيْئًا , وَالْبِغَالُ الَّتِي هِيَ خِلاَفُ الْخَيْلِ مِثْلُهَا – كَانَ مِنْ تَرْكِ أَنْ تُنْتِجَ مَا فِي ارْتِبَاطِهِ وَكَسْبِهِ ثَوَابٌ , وَأَنْتَجَ مَا لاَ ثَوَابَ فِي ارْتِبَاطِهِ وَكَسْبِهِ , مِنْ الَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ . فَقَدْ ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا , إِبَاحَةُ نَتْجِ الْبِغَالِ لِبَنِي هَاشِمٍ , وَغَيْرِهِمْ , وَإِنْ كَانَ إِنْتَاجُ الْخَيْلِ أَفْضَلَ مِنْ

ذَلِكَ , وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ , وَأَبِي يُوسُفَ , وَمُحَمَّدٍ , رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ[66]

اس لئے اس کے جواز کا انکار کرنا مشکل ہے، زیادہ سے زیادہ اس کو مکروہ تنزیہی کہا جاسکتا ہے، اس لئے کہ مذکورہ بالا روایت میں حضور ﷺ نے اس عمل کو لاعلمی پر مبنی قرار دیا ہے، حنفیہ کا نقطۂ نظر یہی ہے:

ولعلّ علماءنا حملوه على كراهة التنزيه وجوّزوه[67]۔

دوسری کتابوں میں جواز کی صراحت موجود ہے، مجمع الانہر میں ہے:

و يجوز إنزاء الحمير على الخيل إذ لو كان هذا الفعل حراما لما ركب النبي عليه الصلاة والسلام البغلة لما فيه من فتح بابه[68]۔

کراہت تنزیہی خلاف اولیٰ کے ہم معنیٰ ہوتی ہے، اگر اس کو جائز اغراض ومقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ کراہت بھی باقی نہ رہے گی، یا جن وجوہات

---

[66]- معاني الآثارج 7 ص 63 شرح معاني الآثار ج 4 ص 321 المؤلف : أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى : 321هـ)

[67]- شرح الوقاية ج 5 ص 270 عليُّ بن سلطان محمد القاري الحنيفي الحنفي اسم المتن وقاية الرواية في مسائل الهداية في الفقه الحنفي لبرهان الشريعة محمود بن صدر الشريعة الأول الخولي الحنفي۔

[68]- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ج 4 ص 224 عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة 1078هـ تحقيق خرج آياته وأحاديثه خليل عمران المنصور الناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1419هـ - 1998م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء 4 وكذا فى الدر وحاشية ابن عابدين 5 / 249 ط بولاق الأولى .

کی بناپر اس کوناپسند کیا گیاہے وہ موجود نہ رہیں تو بھی کراہت صادق نہ آئے گی۔

جانوروں کا اختلاط کبھی موجب عیب بھی ہوتا ہے

سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج کے دور میں مختلف الجنس جانوروں کے اختلاط کا اہم مقصد زیادہ سے زیادہ دودھ یا گوشت والی نسل کا حصول ہے،اور یہ کوئی غلط مقصد نہیں ہے،اس لئے اگر یہ اطمینان ہو کہ اس سے حاصل ہونے والا دودھ یا گوشت یا نسل منفی اثرات سے پاک ہے،تو حنفیہ کے اصول پر اس میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا۔۔۔۔

دراصل مختلف الجنس جانوروں کا اختلاط ایک خلاف فطرت عمل ہے اسی لئے عہد قدیم سے ہی علماء کو اس سلسلے میں خدشات رہے ہیں کہ بالعموم دو جنسوں کے اختلاط سے پیدا ہونے والی نسل میں طبعی خباثت اور بہت سے عیوب ونقائص پیدا ہو جاتے ہیں،علامہ خطابیؒ رقمطراز ہیں:

ولئلا يكون منه الحيوان المركب من نوعين مختلفين ، فإن أكثر المركبات المتولدة بين جنسين من الحيوان أخبث طبعا من أصولها التي تتولد منها وأشد شراسة كالسمع، و العسبار ونحوهما ، وكذلك البغل لما يعتريه من الشماس والحران والعضاض ،ونحوها من العيوب والآفات[69]۔

---

[69] - معالم السنن 2 / 251 ، 252 وهو شرح سنن أبي داودالمؤلف : أبو سليمان أحمد بن محمد الخطابي البستي (288 هـ) ط محمد راغب الطباخ سنة 1351 هـ .

جانوروں میں بچے ماں کے تابع ہوتے ہیں

☆ مسئلے کا دوسرا جزو یہ ہے کہ اگر اختلاط میں ایک جانور حلال ہو اور دوسرا حرام، تو اس سے پیدا ہونے والے بچوں پر شرعاً کیا اثر مرتب ہو گا؟

اس معاملے میں فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کا اتفاق ہے کہ جانوروں میں اصل اعتبار ماں کا ہے، حکم شرعی ماں کے تابع ہو گا، یعنی ماں اگر حلال جانور ہے تو پیدا ہونے والا بچہ بھی حلال ہو گا، اور ماں حرام ہے تو بچہ بھی حرام قرار پائے گا، اسی طرح پالتو مادہ جانور کے شکم سے پیدا ہونے والا بچہ پالتو ہو گا، اور جنگلی جانور کے پیٹ سے جنم لینے والا بچہ جنگلی، اس لئے کہ نر جانور سے صرف نطفہ نکلتا ہے اور مادہ کے جسم میں اس نطفہ کا قلب ماہیت ہو جاتا ہے اور ایک عرصہ تک ماں کے پیٹ میں رہ کر نئے وجود میں تبدیل ہو جاتا ہے کتب فقہیہ میں اس کی صراحتیں موجود ہیں، شامی لکھتے ہیں:

والمولود بين الأهل والوحشي يتبع الأم ؛ لأنها الأصل في التبعية،حتى إذا نزا الذئب على الشاة يضحى بالولد----- لأنها الأصل في الولد لانفصاله منها-------، ولا ينفصل من الأب إلا ماء مهينا ،ولهذا يتبعها في الرق والحرية ، وإنما أضيف الآدمي إلى أبيه تشريفا له ، وصيانة له عن الضياع ، وإلا فالأصل إضافته إلى الأم كما في البدائع------- نتيجة الأهلي والوحشي تلحق بالأم على المرضي ومثله نتيجة المحرم مع المباح يا أخي فاعلم هذا هو المشهور بين العلما

والحظر في هذا حكوه فاعلما------------- قال في البدائع : فلو نزا ثور وحشي على بقرة أهلية فولدت ولدا يضحي به دون العكس لأنه ينفصل عن الأم وهو حيوان متقوم تتعلق به الأحكام ، ومن الأب ماء مهين ولذا يتبع الأم في الرق والحرية[70]

اس لئے جرسی گائے گو کہ خنزیر کے اختلاط سے پیدا ہوئی ہو لیکن گائے کے شکم سے پیدا ہونے کی بنا پر اس پر گائے کا حکم عائد ہو گا، مجمع الانہر میں ہے:

والمولود بين الأهلي والوحشي يتبع الأم لأنها هي الأصل في التبعية فيجوز بالبغل الذي أمه بقرة وبالظبي الذي أمه شاة[71]

شوقیہ جانور کو پنجرہ میں رکھنا

(۴)زینت کے طور پر بعض جانور پنجرے میں رکھے جاتے ہیں، جیسے پرندے ہرن وغیرہ ان کو کھانا مقصود نہیں ہوتا اور نہ ان کی تجارت مقصود ہوتی ہے:

فقہی عبارات وجزئیات کی روشنی میں چند شرائط کے ساتھ اس کا جواز

---

[70]- رد المحتار على "الدر المختار : شرح تنوير الابصار" ج 2 ص 169 المؤلف : ابن عابدين ، محمد أمين بن عمر (المتوفى : 1252هـ) ج 26 ص 240-

[71]- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ج 4 ص 171عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة 1078هـ تحقيق خرج آياته وأحاديثه خليل عمران المنصور الناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1419هـ - 1998م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء 4 ،كذا فى الهداية شرح بداية المبتدي ج 4 ص 75 أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الرشداني المرغياني سنة الولادة 511هـ/ سنة الوفاة 593هـ الناشر المكتبة الإسلامية -

معلوم ہوتا ہے:

☆ وہ موذی جانور کے قبیل سے نہ ہوں۔

☆ ان کے کھانے پینے اور حقوق زندگی کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتی جائے۔

☆ نیز ان کو اپنے حدود ملکیت میں رکھا جائے۔

وَفِي أُضْحِيَّةِ النَّوَازِلِ رَجُلٌ لَهُ كِلَابٌ لَا يَحْتَاجُ إلَيْهَا وَلِجِيرَانِهِ فِيهَا ضَرَرٌ فَإِنْ أَمْسَكَهَا فِي مِلْكِهِ فَلَيْسَ لِجِيرَانِهِ مَنْعُهُ وَإِنْ أَرْسَلَهَا فِي السِّكَّةِ فَلَهُمْ مَنْعُهُ فَإِنْ امْتَنَعَ وَإِلَّا رَفَعُوهُ إلَى الْقَاضِي أَوْ إلَى صَاحِبِ الْحِسْبَةِ حَتَّى يَمْنَعَهُ عَنْ ذَلِكَ وَكَذَلِكَ مَنْ أَمْسَكَ دَجَاجَةً أَوْ جَحْشًا أَوْ عُجُولًا فِي الرُّسْتَاقِ فَهُوَ عَلَى هَذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ كَذَا فِي الْمُحِيطِ.[72]۔

البتہ محض شوقیہ یا فخر ونمائش کے لئے جانوروں کو محبوس رکھنا خلاف اولیٰ ہے، احادیث میں اس کی مذمت وارد ہوئی ہے، ارشاد نبوی ہے:

ومن ارتبطها تغنيا وتعففا ثم لم ينس حق الله في رقابها وظهورها كانت له سترا من النار ومن ارتبطها فخرا ورياء ونواء

---

[72]-- الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج 1 ص 166 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند سنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكر سنة النشر 1411هـ – 1991م مكان النشر عدد الأجزاء 6 ۔

على المسلمين كانت له بورا يوم القيامة[73]

موذی جانوروں کو شوقیہ قید رکھنا

(۵)موذی جانوروں مثلاً خونخوار کتا، شیر اور سانپ وغیرہ کو صرف جائز مقاصد (مثلاً چور وغیرہ سے تحفظ یا شکار وغیرہ) کے لئے قید رکھا جاسکتا ہے، محض شوق یا فخر و نمائش کے جذبات کی تسکین کے لئے ان کو بند رکھنا درست نہیں ہے:

☆اس لئے کہ ان میں مضرت غالب ہے، خدا نخواستہ اگر کبھی یہ بے قابو ہو جائیں تو بہت سی انسانی اور حیوانی جانوں کا نقصان ہو سکتا ہے:

وَفِي الْأَجْنَاسِ لَايَنْبَغِي أَنْ يَتَّخِذَ كَلْبًا إلَّاأَنْ يَخَافَ مِنْ اللُّصُوصِ أَوْ غَيْرِهِمْ وَكَذَا الْأَسَدُ وَالْفَهْدُ وَالضَّبُعُ وَجَمِيعُ السِّبَاعِ وَهَذَا قِيَاسُ قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ[74].

☆نیز بے شمار روایات میں موذی جانوروں کو رکھنے اور پالنے کے بجائے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، بلکہ بعض روایات میں قدرت کے باوجود ان کو قتل نہ کرنے پر سخت نکیر بھی آئی ہے:

---

[73]- شرح معاني الآثار ج 3 ص 273 حديث نمبر : 4937 المؤلف : أحمد بن محمد بن سلامة بن عبدالملك بن سلمة أبو جعفر الطحاوي الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ، 1399تحقيق : محمد زهري النجار عدد الأجزاء : 4

[74]- الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج 1 ص 166 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند سنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكر سنة النشر 1411هـ – 1991م مكان النشر عدد الأجزاء 6 .

☆حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ:

سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول من قتل حية فكأنما قتل رجلا مشركا [75]

کنز العمال سے اس مضمون کی چند روایات نقل کی جاتی ہیں:

☆– من قتل حية أو عقربا فكأنما قتل كافرا ."خط – عن ابن مسعود".

39996– من قتل حية فله سبع حسنات، ومن قتل وزغة فله حسنة ."حم، حب – عن ابن مسعود".

39997– خلق الإنسان والحية سواء، إن رآها أفزعته، وإن لدغته أوجعته، فاقتلوها حيث وجدتموها ."الطيالسي – عن ابن عباس".

40002– من رأى حية فلم يقتلها مخافة طلبها فليس منا ."طب – عن أبي ليلى".

40003– اقتلوا الحية والعقرب وإن كنتم في الصلاة ."طب – عن ابن عباس".

40004– اقتلوا الحيات كلهن، فمن خاف ثأرهن فليس مني ."د، ن – عن ابن مسعود؛ طب وابن جرير – عن عثمان بن أبي العاص".

---

[75]- مسند الإمام أحمد بن حنبل ج 1 ص 394 حدیث نمبر : 3746المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة – القاهرة عدد الأجزاء : 6 الأحاديث مذيلة بأحكام شعيب الأرنؤوط عليها -

40005- اقتلوا الحية، اقتلوا ذا الطفيتين والأبتر، فإنهما يطمسان البصر ويستسقطان الحبل ."حم، ق، د، هـــ, ت - عن ابن عمر".

40009- اقتلوا الحيات، فإنا لم نسالمهن منذ حاربناهن ."طب عن ابن عمر".

40010- اقتلوا الحيات، صغيرها وكبيرها، أسودها وأبيضها فإن من قتلها من أمتي كانت له فداء من النار، ومن قتلته كان شهيدا ."طب - عن سراء بنت نبهان".

40011- الكلب الأسود البهيم شيطان ."حم - عن عائشة".

40015- لعن الله العقرب! ما تدع نبيا ولا غيره إلا لدغتهم ."هب - عن علي".

40016- من قتل وزغا كفر الله عنه سبع خطيئات ."طس عن ابن عباس".

40018- اقتلوا الوزغ ولو في جوف الكعبة ."طب - عن ابن عباس".

40028- اقتلوا العقرب والحية على كل حال ."عب - عن الحسن مرسلا".

40032- من قتل حية فكأنما قتل كافرا من أهل الحرب، ومن قتل زنبورا كتبت له ثلاث حسنات ومحي عنه مثلها سيئات، ومن قتل عقربا كتبت له سبع حسنات ومحي عنه مثلها سيئات ."الديلمي -

عن ابن مسعود".

40033- الحيات ما سالمناهن منذ حاربناهن، فمن ترك شيئا من خيفتهن فليس منا ."حم - عن أبي هريرة" "1

40040- لولا أن الكلاب أمة من الأمم لأمرت بقتل كل أسود بهيم، فاقتلوا المعينة من الكلاب فإنها الملعونة من الجن ."طب - عن ابن عباس".

40043- إن شر هذه السباع الأثعل ."دو؟ ابن سعيد - عن سالم بن وابصة".

40044- ألا إن شر هذه السباع الأثعل - يعني الثعالب.[76]

☆علاوہ کتا وغیرہ پالنے کی احادیث میں سخت ممانعت آئی ہے، کہ اس سے نیکیاں گھٹ جاتی ہیں، اور ملائکۂ رحمت کی آمد رک جاتی ہے، فرمان نبوی ہے:

(من اقتنى كلبالايغني عنه زرعاولاضرعانقص من عمله كل يوم قيراط)[77]

---

[76]- كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ج 15 ص 51 المؤلف : علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 975هـ)المحقق : بكري حياني - صفوة السقاالناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ،1401هـ/1981م مصدر الكتاب : موقع مكتبة المدينة الرقمية

[77]- الجامع الصحيح المختصر ج 3 ص 1207 حدیث نمبر : 3147 المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة - بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 - 1987تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة - جامعة دمشق عدد الأجزاء : 6 مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا

☆أبو طلحة يقول:سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول(لاتدخل الملائكة بيتافيه كلب ولاصورة تماثيل)[78]

جانوروں پر میڈیکل تجربات

(٦)جانوروں پر میڈیکل تجربات بھی کئے جاتے ہیں،پہلے انہیں ایسے انجکشن لگائے جاتے ہیں یا دوائیں دی جاتی ہیں، کہ وہ بیمار ہوں اور پھر ان کے علاج کے لئے امکانی دواؤں کا تجربہ کیا جاتا ہے، کیااس طرح کے تجربات درست ہونگے ؟

اللہ پاک نے جانوروں کو انسان کی ضرورت اور نفع کے لئے پیدا کیا ہے ،انسان کی غذائی اور دیگر ضروریات کے لئے جب جانوروں کی جان تک لینے کی اجازت دی گئی ہے،توطبی ضروریات کے لئے محض جزوی نقصان کی گنجائش کیوں نہ ہو گی،جیساکہ بعض مواقع پر مخصوص مصالح کے تحت فقہاءنے جانوروں کے جسم پر(چہرہ چھوڑکر)آگ سے داغنے کی اجازت دی ہے:

ولأن السمة وإن كان فيها إيلام الحيوان ففيها منفعة للمسلمين[79]

---

[78]- الجامع الصحيح المختصر ج 3 ص 1179 حدیث نمبر : 3053المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : 6 مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا

[79]- شرح السير الكبير ج 5 ص 217 ۔

فأما كي البهائم فقد كرهه بعض المشايخ، وبعضهم جوزوه؛ لأن فيه منفعة ظاهرة فإنها علامة، وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم : أنه نهى عن كي الحيوان على الوجه، فهذا يشير إلى جوازه على غير الوجه[80]

قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے:

وهذه الأحاديث كلهاتدلُّ على جوازكي الحيوان لمصلحة العلامة في كل الأعضاءإلافي الوجه.وهو مستثنى من تعذيب الحيوان بالنار؛لأجل المصلحة الرَّاجحة.وإذاكان كذلك،فينبني أن يقتصرمنه على الخفيف الذي يحصل به المقصود ،

ولا يبالغ في التعذيب ، ولا التشويه . وهذا لا يختلف فيه الفقهاء إن شاء الله تعالى[81]

طبی تحقیقات اور میڈیکل تجربات بھی انسانی ضروریات میں شامل ہیں ،انسان کے نظام صحت کی بنیاد ان پر ہے،اس لئے طبی مقاصد کے لئے جانوروں کا استعمال درست ہے،یہ تعذیب بلافائدہ نہیں ہے،بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ نقصان کی تلافی کا بھی انتظام موجود ہو، جانوروں کو ایسی تکلیف پہونچانا جس میں

80-: المحيط البرهاني ج 5 ص 244 المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق : الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة : عدد الأجزاء : 11 -

81 -المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ج 17 ص 114 المؤلف / الشيخُ الفقيهُ الإمام ، العالمُ العامل ، المحدِّثُ الحافظ ، بقيَّةُ السلف ، أبو العبَّاس أحْمَدُ بنُ الشيخِ المرحومِ الفقيهِ أبي حَفْصٍ عُمَرَ بنِ إبراهيمَ الحافظ ، الأنصاريُّ القرطبيُّ ، رحمه الله وغَفَر له

خود اس کا نفع ہو یا عام انسانوں کا ناجائز نہیں ہے،۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وإيصال الألم إلى الحيوان لمصلحة تعود إليه جائز كالختان والحجامة وبط القرحة[82]

خصی کرنے کے مسئلہ سے استیناس

☆اس کی ایک نظیر جانوروں کو خصی کرنے کا مسئلہ ہے، خصی کرنے سے جانور کو ضرر پہونچتا ہے، بلکہ اس کا ایک عضو معطل ہو کر رہ جاتا ہے، اور اس کا سلسلۂ نسل بھی منقطع ہو جاتا ہے لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ عام لوگ اس کی شہوانی شرارتوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں، نیز خصی شدہ جانور کا گوشت لذیذ اور لطیف ہوتا ہے، اسی لئے فقہاء نے بوقت ضرورت (حصول منفعت یا دفع ضرر کے لئے) گھوڑا کے علاوہ دیگر جانوروں کو خصی کرنے کی اجازت دی ہے:

ويجوز إخصاء البهائم منفعة للناس لأن لحم الخصي أطيب [83]

فأما إخصاء الفرس فقد ذكر شمس الأئمة الحلواني في «شرحه»: أنه لا بأس به عند أصحابنا، وذكر شيخ الإسلام في

---

[82]- الاختيار لتعليل المختارج 4 ص 179 المؤلف : عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي دار النشر : دار الكتب العلمية – بيروت / لبنان – 1426 هـ – 2005 م
الطبعة : الثالثة تحقيق : عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء / 5 .

[83]- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ج 4 ص 224 عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة 1078هـ تحقيق خرج آياته وأحاديثه خليل عمران المنصورالناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1419هـ – 1998م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء 4

«شرحه»: أنه حرام، وقد صح عن عمر رضي الله عنه: أنه نهى عن إخصاء الفرس، وأما غيره من البهائم فلا بأس به إذا كان فيه منفعة، وإذا لم يكن فيه منفعة فهو حرام، وفي أضحية «النوازل» في إخصاء السنور إنه لا بأس به إذا كان فيه منفعة أو دفع ضرره. وفي «الواقعات»: لا بأس بإخصاء البهائم إن كان يراد به إصلاح البهائم[84]۔

طبی اغراض کے لئے جانور کو بے ہوش کر کے اس کا عضو نکالنا

(۷)جانوروں سے انتفاع کی ایک صورت یہ ہے کہ دواؤں کے لئے زندہ جانور کو بے ہوش کر کے اس کے کسی عضو کو نکال لیا جائے یا آپریشن کر کے اس کی جگہ پر کوئی دوسرا مصنوعی آلہ رکھ دیا جائے ،اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ،بشرطیکہ یہ جانور کی معذوری یا ناقابل برداشت اذیت کا باعث نہ بنے۔۔۔۔اس وقت یہ اس معروف مثلہ سے مختلف ہوگا جس میں زندہ جانور کے اعضاء کاٹ لئے جاتے ہیں جس کی احادیث میں ممانعت آئی ہے ،اس کا تذکرہ ماقبل میں جانوروں کے حقوق کے ضمن میں آچکا ہے،علامہ قرطبیؒ رقمطراز ہیں:

وهو مستثنى من تعذيب الحيوان بالنار؛لأجل المصلحة الرَّاجحة.وإذاكان كذلك،فينبغي أن يقتصرمنه على الخفيف الذي

---

[84]-حوالۂ بالا ۔

يحصل به المقصود،ولايبالغ في التعذيب،ولاالتشويه.وهذالايختلف فيه الفقهاء إن شاء الله تعالى [85]

بصورت دیگر ضروری ہو گا کہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد ہی اس کے اجزاءسے طبی استفادہ کیا جائے، اور تکلیف دہ زندگی میں جانور کو مبتلانہ کیا جائے، فقہاء نے تعلیمی اغراض کے لئے جانور کا جسم استعمال کرنے کی اجازت دی ہے لیکن زندہ جانور کا نہیں بلکہ مذبوح جانور کا :

وَيُكْرَهُ تَعْلِيمُ الْبَازِي بِالصَّيْدِ الْحَيِّ يَأْخُذُهُ وَيُعَذِّبُهُ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُعَلِّمَ بِالْمَذْبُوحِ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرْخَسِيِّ[86]

☆ويكره تعليم البازي وغيره من الجوارح بالطير الحي يأخذه فيعذبه،ولا بأس بتعليمه بالمذبوح [87]

---

[85]-المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ج 17 ص 114 المؤلف / الشيخُ الفقيهُ الإمام ، العالِمُ العامل ، المحدِّثُ الحافظ ، بقيَّةُ السلف ، أبو العبَّاس أحْمَدُ بنُ الشيخِ المرحومِ الفقيهِ أبي حَفْصٍ عُمَرَ بنِ إبراهيمَ الحافظ ، الأنصاريُّ القرطبيُّ ، رحمه الله-

[86]- الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج 1 ص 166 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند سنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكر سنة النشر 1411هـ – 1991م مكان النشر عدد الأجزاء 6

[87]- الاختيار لتعليل المختارج 4 ص 179 المؤلف : عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي دار النشر : دار الكتب العلمية – بيروت / لبنان – 1426 هـ – 2005 م الطبعة : الثالثة تحقيق : عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء / 5 ،وكذا فى تحفة الملوك (في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة النعمان)ج 1 ص 241 محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الرازي سنة الولادة 0/ سنة الوفاة 666 تحقيق د. عبد الله نذير أحمد الناشر دار البشائر الإسلامية سنة النشر 1417 مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 1

قانونی طور پر ممنوع جانور کا شکار کرنا

(۸) بعض جانوروں کی نسلیں ختم ہوتی جارہی ہیں، اور یہ بات ماحولیات کے لئے نقصان کا باعث بن رہی ہے، اس کی وجہ سے حکومت کی طرف سے اس کے شکار پر پابندی لگادی گئی ہے، اسی طرح بعض جانوروں کو کوئی ملک یا کوئی ریاستی حکومت قومی جانور قرار دے دیتی ہے اور اس طرح کے جانوروں کے شکار کرنے اور ذبح کرنے کی ممانعت ہوتی ہے، یہ ممانعت شرعاً کس حد تک واجب العمل ہے؟

شریعت اسلامیہ میں انسانی مفادات یا دفع ضرر کے لئے جانوروں کا قتل جرم نہیں ہے، خاص طور پر فقہاء حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک غذائی ضروریات کے علاوہ دیگر جائز مقاصد کے لئے بھی جانوروں کے قتل اور شکار کی اجازت ہے،[88] اصولی طور یہ جانوروں پر ظلم نہیں ہے بلکہ جائز مقامات پر ان کا صحیح استعمال ہے، اور یہ حق خود خالق کائنات نے انسانوں کو دیا ہے، ظاہر ہے کہ اس قانون اباحت کی موجودگی میں کسی جانور کے قتل کو اس کی نسل کشی قرار دینا بہت مشکل ہے، نسلوں کی حفاظت رب العالمین کے ذمہ ہے، اور کس نسل کو کب تک دنیا میں رہنا ہے؟ اور کس کی افادیت کس وقت تک کے لئے ہے؟ ان باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے، اس لئے قانون اباحت کی موجودگی میں نسلی تحفظ کے نام پر کسی

88-) الدر المحتار بهامش رد المحتار 5 / 305 . جواهر الإكليل 1 / 213 ، والشرح الكبير مع حاشية الدسوقي عليه 2 / 108 .

جانور کے قتل و شکار کو ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

البتہ حکومت کی طرف سے مختلف مصالح کے تحت کسی مخصوص مقام پر کچھ مخصوص جانوروں کے قتل و شکار پر پابندی عائد کر دی جائے یا کسی جانور کو قومی جانور کا درجہ دے کر اس کے شکار کو ممنوع قرار دے دیا جائے، تو عام حالات میں اس قانون کی رعایت لازم ہوگی، اس لئے کہ:

☆شریعت کی نگاہ میں حکومت کے جائز ضوابط کی خلاف ورزی گناہ ہے ،اس لئے کہ یہ ملک کے معاہدۂ شہریت کے خلاف ہے، مسلمان ہر حال میں اپنے عہد کا پابند ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« الْمُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ فِيمَا وَافَقَ الْحَقَّ [89] »

ترجمہ: موافق حق معاملات میں مسلمان شرائط کا پابند ہوتا ہے۔

فقہاء نے قومی اور بین الاقوامی بے شمار مسائل میں اس حدیث کو بنیاد بنایا ہے [90]۔

---

[89] - السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ۷ ص ۲۴۹ **حدیث نمبر: ۱۴۸۲۱** المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق : الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة : الطبعة : الأولى ــ 1344 هـ عدد الأجزاء : 10 –امام بخاریؒ نے اس روایت کو ترجمۃ الباب میں تعلیقاً نقل کیا ہے– صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۴۔

[90] - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ۴ ص ۱۹۰ تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587هـ دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان الطبعة الثانية 1406هـ – 1986م .

☆علاوہ ازیں مسلمان کی عزت وحرمت کی حفاظت مقاصد دین بلکہ ضروریات ستہ (حفاظت دین، حفاظت جان، حفاظت مال، حفاظت عقل اور حفاظت آبرو یانسب) میں شامل ہے[91]۔

ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کی عزت وآبرو خطرہ میں پڑ سکتی ہے، اس لئے بلا کسی عذر شرعی کے اس کو خطرہ میں ڈالنا درست نہیں ہے۔

اسلامی حکومتوں میں گھوڑے کو یگلونہ خصوصی جانور کا درجہ حاصل تھا

☆نیز شریعت میں ایسی نظیریں موجود ہیں جن میں بعض مخصوص جانوروں کو خصوصی درجہ دے کر ان کے قتل یا خصی کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی، اور اس کی وجہ یہی بتائی گئی کہ اس سے ان کی نسل کشی لازم آئے گی، جب کہ بعض بنیادی مقاصد کے تحت ان کا نسلی تحفظ و تکثیر ضروری ہے، اس کی ایک مثال گھوڑا ہے، جو پچھلے ادوار میں جہاد اور تیز رفتار سفر کا سب سے معتبر اور طاقتور ذریعہ مانا جاتا تھا، اسلامی حکومتوں میں گھوڑے کو خصوصی مقام حاصل تھا جس کو آج کی

---

[91] - شرح مختصر الروضة ج ٣ ص ٢٠٩ المؤلف : سليمان بن عبد القوي بن الكريم الطوفي الصرصري، أبو الربيع، نجم الدين (المتوفى : 716هـ)المحقق : عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، 1407 هـ / 1987 م عدد الأجزاء : 3 ،– تيسير الوصول إلى قواعد الأصول ومعاقد الفصول ج ١ ص ٣٧٢ للإمام عبد المؤمن بن عبد الحقّ البغدادي الحنبلي (658 ــ 739هـ) شرح : عبد الله بن صالح الفوزان المدرّس ــ سابقاً ــ بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية فرع القصيم
مقدمة الطبعة الثانية «وهي الأولى لدار ابن الجوزي-

اصطلاح میں کہہ سکتے ہیں کہ یہ یک گونہ قومی جانور کا درجہ تھا اور فقہ اسلامی نے اس کی اہمیت تسلیم کرتے ہوئے اس کے نسلی تحفظ و تکثیر کے پیش نظر گھوڑے کے خصی کرنے پر پابندی عائد کردی، تاکہ گھوڑے کی قوت تولید ختم نہ ہوجائے، اور اس کی نسل منقطع ہونے کا اندیشہ پیدا نہ ہو، جب کہ خصی کرنا قتل سے بدرجہا کم ترچیز ہے:

جاز (خصاء البهائم) حتى الهرة.وأما خصاء الآدمي فحرام، قيل والفرس وقيدوه بالمنفعة وإلا فحرام[92]

(وَنُهِيَ) الْمُكَلَّفُ (عَنْ خِصَاءِ الْخَيْلِ) نَهْيَ تَحْرِيمٍ لِأَنَّهَا إنَّمَا تُرَادُ لِلرُّكُوبِ وَالْجِهَادِ عَلَيْهَا وَذَلِكَ يُنْقِصَ قُوَّتَهَا وَيَقْطَعُ نَسْلَهَا[93]

وَفِي الْحَدِيثِ النَّهْيُ عَنْ خِصَاءِ الْخَيْلِ فَحُمِلَ عَلَى تَحْرِيمِهِ لِتَنْقِيصِهِ قُوَّتَهَا وَإِذْهَابِهِ نَسْلَهَا،وَهَذَاخِلَافُ قَوْله تَعَالَى { وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ }[94]

---

[92]- الدر المختار ، شرح تنوير الأبصار في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة ج5 ص 707 المؤلف : محمد ، علاء الدين بن علي الحصكفي (المتوفى : 1088هـ)مصدر الكتاب : موقع يعسوب [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

[93]- الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني ج 8 ص 408 المؤلف : أحمد بن غنيم النفراوي (المتوفى : 1126هـ)

[94]- منح الجليل شرح مختصر خليل ج 6 ص 481 المؤلف : محمد بن أحمد عليش (المتوفى : 1299هـ)

وفي المقدمات يجوز خصاء الغنم دون الخيل ، لأن النبي &
نهى عن خصاء الخيل وضحى بكبشين أملحين مجبوبين لأن الغنم تراد للأكل وخصاؤهالا يمنع من ذلك وربما حسنه والخيل تراد للركوب والجهاد وهو ينقص قوتها ويقطع نسلها[95]

مخصوص پس منظر میں بعض جانوروں کے قتل پر پابندی عائد کی جاسکتی ہے

☆اسی طرح کتب فقہ میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ کبھی مخصوص پس منظر میں بعض جانوروں کے قتل پر پابندی عائد کر دی جاتی ہے

جب کہ فی الواقع ان کا قتل ناجائز نہیں ہوتا، لیکن بعض احوال وظروف میں ان کے قتل سے اجتناب ناگزیر ہو جاتا ہے ،مثلاً فقہ حنفی میں ایک جزئیہ ملتا ہے کہ دشمن کے علاقے میں سانپ اور بچھو دستیاب ہوں تو مسلمان ان سے اپنا بچاؤ تو کریں گے لیکن ان کو قتل نہیں کیا جائے گا،،اس لئے کہ قتل سے سانپ اور بچھو کی نسل دشمن کے علاقے سے ختم ہو جائے گی، جو دشمن کو نفع پہونچانے کے مترادف ہو گا۔۔۔۔حالانکہ سانپ اور بچھو وغیرہ کا قتل فی نفسہ جائز ہے:

إذَا وَجَدُوا فِي دَارِ الْحَرْبِ عَقْرَبًا فَإِنَّهُمْ لَا يَقْتُلُونَهَا وَلَكِنْ يَنْزِعُونَ ذَنَبَهَا قَطْعًا لِلضَّرَرِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ وَلَا يَقْتُلُونَهَا لِأَنَّ فِي قَتْلِهَا قَطْعَ الضَّرَرِ عَنْ الْكَفَرَةِ فَإِنَّهُ يَنْقَطِعُ نَسْلُهَا وَفِيهِ مَنْفَعَةُ الْكُفَّارِ وَكَذَلِكَ إنْ

---

[95]-الذخيرةشهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي ج 13 ص 286 تحقيق محمد حجي الناشر دار الغرب سنة النشر 1994مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 14

وَجَدُوا حَيَّةً فِي رِحَالِهِمْ إنْ أَمْكَنَهُمْ نَزْعُ أَنْيَابِهَا فَعَلُوا ذَلِكَ قَطْعًا لِلضَّرَرِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ وَلَا يَقْتُلُونَهَا لِأَنَّ فِيهِ قَطْعَ نَسْلِهَا وَفِيهِ مَنْفَعَةُ الْكُفَّارِ وَقَدْ أُمِرْنَا بِضَرَرِهِمْ [96]

کسی خاص جانور کی مکمل نسل کشی کا منصوبہ درست نہیں

☆بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مخصوص جانور کی مکمل نسل کشی کا منصوبہ بنانا درست نہیں ہے، یہ امر الٰہی سے بغاوت اور نظام کائنات میں فساد برپا کے مترادف ہے، البتہ ان کے بعض افراد یا اصناف کا مصلحتاً یا ضرورتاً قتل اس سے مختلف ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لولا أن الكلاب أمة من الأمم لأمرت بقتلها كلها فاقتلوا منها كل أسود بهيم قال وفي الباب عن ابن عمر و جابر و ابي رافع و ابي أيوب قال ابو عيسى حديث عبد الله بن مغفل حديث حسن صحيح[97]

ترجمہ: اگر کتے امتوں میں سے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان سب کے

---

[96]- الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج 1 ص 166 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهندسنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكر سنة النشر 1411هـ – 1991م مكان النشر عدد الأجزاء 6

[97]- الكتاب : الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 4 ص 78 حدیث نمبر : 1486المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5 .

قتل کا حکم دیتا، البتہ ہر کالے بھجنگے کتے کو قتل کر ڈالو۔

کسی فرقہ کے یہاں مقدس مانے جانے والے جانور کو ذبح کرنا

(۹) اگر مسلمان مخلوط معاشرہ میں رہتے ہوں جہاں کوئی گروہ کسی خاص جانور کو معبود اور مقدس مانتا ہو، اور اس کے ذبح کرنے سے اس کی دل آزاری ہوتی ہو، اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی متأثر ہوتی ہو یا قانونا اس کے ذبح کرنے پر پابندی ہو تو مسلمانوں کا رویہ اس سلسلے میں کیا ہونا چاہئے؟

☆ قانونی پابندی کی صورت کا حکم اوپر گذر چکا ہے کہ اس صورت میں مجبوراًاس قانون پر عمل کرنا لازم ہو گا، لیکن یہ حکم ظاہراً ہے، قانونی بندش کی بنا پر کوئی جائز چیز فی الواقع ناجائز نہیں ہو جاتی، اگر کوئی شخص قانون کی نگاہ سے بچ کر ممنوعہ جانور کو ذبح کر لے، اور ہر اندیشے سے اپنے کو محفوظ رکھے تو اس کا عمل گو کہ خلاف قانون ہے مگر ذبیحہ حلال رہے گا۔

☆ لیکن اگر حکومت کی طرف سے کوئی قانونی پابندی نہ ہو تو محض دوسرے گروہ کی مذہبی رعایت میں دل آزاری کے خوف سے یا فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے نام پر اس جائز جانور کے ذبیحہ سے احتراز کا حکم دینا درست نہ ہو گا:

(الف) اس لئے کہ اس سے اس جانور کے مذہبی تقدس کو فروغ ملے گا بلکہ بہت ممکن ہے کہ خود مسلمانوں کی نئی نسلیں اس ممانعت کو مذہبی حیثیت سے دیکھنے لگیں، اور اس جانور کے لئے ان کے اندر بھی تقدس کا تصور پیدا ہونے لگے

،اور مخلوط معاشرہ میں اس کا بہت زیادہ امکان ہے ،ظاہر ہے کہ یہ فکرو عقیدہ کا بدترین نقصان ہو گا۔

(ب)نیز یہ اللہ پاک کے حلال کردہ چیز کو حرام کرنے کے بھی مترادف ہو گا، جس کی قرآن کریم میں ممانعت آئی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ [98]

ترجمہ: اے ایمان والو! ان پاک چیزوں کو حرام نہ کرو جن کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ پاک حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

اس آیت کے پس منظر میں جو واقعہ نقل کیا جاتاہے وہ یہ ہے کہ عہد نبوت میں ایک یاچند افراد نے ترک لحم، ترک نکاح، ترک نوم وغیرہ کاارادہ کیا تھا، اور اس کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھا تھا، نہ اس کی تشہیر کی تھی اور نہ دوسروں کو تشکیل کی، لیکن قرآن نے ان کو بھی تحریم حلال کے زمرہ میں داخل کیا اور اس طرح کے اعمال پر ممانعت عائد کردی، [99]

---

[98] - المائدة :87

[99] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۴ص۱۲۹حدیث نمبر: ۴۳۶۹ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـــ بيروت الطبعة : عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات ، الدر المنثور في التأويل

دراصل کسی چیز کو جب انسان اپنے لئے حرام کرلیتا ہے، تو رفتہ رفتہ اس کی شناعت دل میں بسنے لگتی ہے، اور پھر اس سے متأثر ہو کر دوسرے لوگ یا کم از کم خود اس کی نسل اس شے کے ترک کو بہتر تصور کرنے لگتی ہے، جبکہ اللہ نے اس کو بہتر نہیں بتایا، اسی لئے قرآن نے مذکورہ بالا آیت کے ذریعہ اس کی جڑ کاٹ دی۔

باہمی ہم آہنگی کے لئے آج ایک جائز چیز کے ترک پر اتفاق رائے کرلیا جائے، یعنی جائز سمجھتے ہوئے اسے چھوڑ دیا جائے، لیکن آنے والی نسلیں اس عمل کو نظریہ بنالیں گی، اور اس کو واقعۃً ناجائز یا کم از کم ناپسندیدہ سمجھنے لگیں گی، یہ امت کا زبردست علمی اور قومی نقصان ہو گا، اور پھر اس کو جائز ثابت کرنے کے لئے مسلمانوں کو سخت جد وجہد کرنی ہو گی، بلاوجہ اس طرح کی آزمائش اپنے سر لینے کی کیا ضرورت ہے؟

مذکورہ بالا چیزیں (ترک لحم وغیرہ) گو کہ کسی خاص مذہب سے تعلق نہیں رکھتیں، لیکن بعض مذاہب میں یہ رہبانیت کی تہذیبی علامت سمجھی جاتی ہیں اور کسی قوم کی تہذیبی شناخت عملی طور پر مذہبی شعار کے درجہ میں ہوتی ہے، اسی لئے اسلام نے تشبہ سے جو ممانعت کی ہے اس میں مذہبی اور تہذیبی دونوں طرح کے امور داخل ہیں۔

بالمأثور ج ٣ ص ٤٣٩ المؤلف : عبد الرحمن بن أبو بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى : 911هـ)

☆نیز اس سے تہذیبی موت کا اندیشہ ہے ،کیونکہ جب کوئی قوم کسی دوسری قوم کے لئے یکطرفہ طور پر اپنی تہذیب چھوڑدیتی ہے،تو آہستہ آہستہ اس کی تہذیبی غیرت اور قومی حسیت کمزور ہونے لگتی ہے اور اس کا نتیجہ موت کے سو اکچھ نہیں ہے۔۔۔

☆پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ معاملہ ایک ہی چیز کے ترک تک محدود رہے گا اور آئندہ کسی دوسری چیز کے ترک کا مطالبہ نہیں کیاجائے گا ؟۔۔۔۔اس کے بعد کیا ہو گا ہر صاحب بصیرت شخص اس کا اندازہ کر سکتا ہے ،۔۔۔ اپنی چیزوں سے دستبردار ہونے والی قوم کبھی زندہ تصور نہیں کی جاسکتی ۔۔۔

☆اسی لئے قرآن نے کفر سے اتفاق رائے یا ان سے بعض منافع کے حصول کے لئے یک طرفہ محبت کی پیشکش کو ممنوع قرار دیاہے، کہ یہ کسی زندہ اور غیور قوم کے شایان شان نہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ [100]

ترجمہ :اے ایمان والو !میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ، کہ ان کی طرف محبت کی پیشکش کرنے لگ جاؤ، جبکہ وہ تمہارے پاس موجود حقائق کو

---

[100] - الممتحنۃ : ۱

تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔

☆دراصل جس تھوڑے سے نفع (ہم آہنگی، یا وقتی فتنہ وفساد سے تحفظ وغیرہ) کے لئے محبت کی قربانی دی جاتی ہے، اس کے نتائج کس قدر سنگین ہو سکتے ہیں، اور آئندہ قوم وملت کو اس سے کیا نقصانات پہونچ سکتے ہیں، وہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے، فقہی ضابطہ ہے:

دفع المفاسد مقدم علی جلب المصالح,[101]

ترجمہ: مفاسد کو دور کرنا مصالح کے حصول سے مقدم ہے۔

اس مضمون کے متعدد فقہی ضابطے کتب اصول فقہ میں موجود ہیں۔

ذبیحۂ گاؤ کا مسئلہ

☆اس کی ایک مثال گائے کا ذبیحہ ہے، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ میں ذبیحۂ گاؤ سے دستبرداری کے مسئلے پر متعدد علماء وفقہاء عصر کے جو مباحث پیش کئے ہیں، ان سے بھی اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے:

---

[101] - البحر المحيط في أصول الفقه ج ۴ ص ۱۹۹ المؤلف : بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (المتوفى : 794هـ) المحقق : محمد محمد تامر الناشر : دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان الطبعة : الطبعة الأولى، 1421هـ / 2000م ، الإبهاج – السبكي] ج ۳ ص ۶۵ الكتاب : الإبهاج في شرح المنهاج على منهاج الوصول إلى علم الأصول للبيضاوي المؤلف : علي بن عبد الكافي السبكي الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ، 1404 تحقيق : جماعة من العلماء عدد الأجزاء : 3)

گائے کا ذبیحہ اسلام میں واجب نہیں، جائز ہے، قرآن کریم اور احادیث صحیحہ دونوں سے اس کا جواز ثابت ہے، قرآن میں حرام وحلال جانوروں کی تفصیلات کے لئے پوری سورۂ الانعام موجود ہے، اوراس میں اونٹ اور گائے کو بھی بالتصریح حلال جانوروں میں شمار کیا گیاہے۔

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ [102]

قرآن نے ان دونوں جانوروں کا نام خاص طور پر اس لئے لیا کہ اونٹ یہود کے یہاں حرام تھا، اسی طرح بنی اسرائیل کے ایک طبقہ نے گائے کا مجسمہ بنا کر تعلیمات یہود سے ہٹ کر اس کی پرستش شروع کردی تھی، اس طرح اس کے یک گونہ تقدس کا احساس لوگوں میں پیدا ہو گیا تھا، جس کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے [103]: مفسرین نے لکھاہے کہ سامری نے گائے کے بچہ کا بت بنایا تھا [104]

قرآن نے ان دونوں جانوروں کو حلال کرکے ان کی حرمت بھی ختم کی اور تقدس کا طلسم بھی چاک کر دیا۔

نیز احادیث صحیحہ سے بھی ذبیحۂ گاؤ کا جواز ملتاہے، حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ:

---

102 -الانعام:۱۴۴)

103 -سورہ الاعراف: ۱۳۸)

104 - الدر المنثور في التأويل بالمأثورج ۴ ص ۳۰۲ المؤلف : عبد الرحمن بن أبو بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى : 911هـ)

نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ نِسَائِهِ. وَفِى حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِي حَجَّتِهِ.[105]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ازواج مطہرات کی طرف سے اور بعض روایتوں کے مطابق حضرت عائشہؓ کی طرف سے گائے کی قربانی فرمائی۔

بلکہ عہد نبوت میں گائے کی قربانی کا عام رواج تھا، اور ایک گائے سات آدمی کی طرف سے کافی سمجھی جاتی تھی، حضرت جابر بن عبد اللہؓ ہی کی روایت ہے:

فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيهَا [106]

ترجمہ: کہ ہم سات آدمی کی طرف سے ایک گائے ذبح کرتے تھے۔

اس مضمون کی متعدد روایات وآثار کتب حدیث میں موجود ہیں، البتہ جس تناظر میں گائے کے ذبیحہ کی اجازت دی گئی جیسا کہ ابھی ذکر آیا، اس نے اس کو شعار اسلامی میں تبدیل کر دیا، اور یہ مخصوص اسلامی تہذیب کا حصہ بن گیا، چنانچہ حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا:

---

[105] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۴ ص ۸۸ حدیث نمبر: ۳۲۵۴ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـــ بيروت الطبعة : عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات)

[106] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۴ ص ۸۸ حدیث نمبر: ۳۲۵۲ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـــ بيروت الطبعة : عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات)

من صلى صلاتنا واستقبل قبلتنا وأكل ذبيحتنا فذلك المسلم الذي له ذمة الله وذمة رسوله فلا تحقروا الله في ذمته[107]

ترجمہ: جو ہماری نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے، اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہ مسلمان ہے اور اسے اللہ اور رسول کا ذمہ حاصل ہے، پس اس ذمہ کو نہ توڑو۔

شارحین حدیث نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اکل ذبیحہ کو شعائر اسلام میں شمار کیا ہے کہ جس طرح عبادات میں ہر مذہب کا ایک شعار ہوتا ہے، اسی طرح اشیاء خوردونوش میں بھی ہر مذہب کا ایک خاص امتیاز ہوتا ہے، اور انہی امتیازات سے مذہب کو پہچانا جاتا ہے، مثلاً یہود مسلمانوں کا ذبیحہ (اونٹ) اور ہنود (گائے) نہیں کھاتے، تو جب تک ان شعائر کو انسان دل سے قبول نہ کرلے اور ان کا عملی اظہار نہ کرے وہ مؤمن نہیں ہوسکتا اور نہ اسے اللہ اور رسول کا ذمہ حاصل ہوسکتا ہے[108]۔

---

[107] - الجامع الصحيح المختصر ج ١ ص ١٥٣ حدیث نمبر:٣٨٤ المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987 تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : 6 مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا)

[108] - عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج ٦ ص ٣٣٥ المؤلف : بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العيني (المتوفى : 855هـ)

اسی لئے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ وغیرہ چند اہل کتاب صحابہ نے اسلام لانے کے بعد احتیاطاً اونٹ کا گوشت نہ کھانے کا ارادہ کیا، کہ اسلام میں واجب نہیں ،اور یہود میں حرام تھا، لیکن قرآن کریم میں اس پر تنبیہ کی گئی اور اس طرح کے مخلوط اسلام یا مخلوط معاشرہ کو مسترد کر دیا گیا۔ امداد الفتاویٰ میں یہ بحث تقریباً ۲۱ صفحات میں ہے ،اور حضرت تھانویؒ اور دیگر علماء نے پوری شدت کے ساتھ ذبیحۂ گاؤ یا کسی ایسے تہذیبی عمل سے دستبردار ہونے کی مخالفت کی ہے جو گو کہ مذہب میں واجب نہیں ہے لیکن شعائر اسلامی کا حصہ ہے[109]۔

بعض جنگلی جانوروں کے شکار پر پابندی

(۱۰) حکومت جنگلات میں شکار سے منع کرتی ہے ،بعض نہروں اور جھیلوں پر پرندوں کے شکار سے روکتی ہے، کیونکہ وہاں موسم کے لحاظ سے دور دراز علاقے کے پرندے آتے ہیں، جن کو مہمان پرندہ کہا جاتا ہے، ان سرکاری قوانین کی رعایت معاہدۂ شہریت ،دفع ضرر ،اور تحفظ جان وعزت کی بنا پر واجب ہے ،تفصیلات گذشتہ صفحات میں آچکی ہیں۔

وبائی امراض سے بچنے کے لئے جانوروں کو قتل کرنا

(۱۱) بعض دفعہ وبائی متعدی امراض کو روکنے کے لئے بڑے پیمانے پر جانوروں کو مار دیا جاتا ہے، خاص کر مرغیوں کو مارنے کے واقعات

109- امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۷۵ تا ۵۹۶ مطبوعہ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند۔

بار بار پیش آتے ہیں، کبھی ان کو مارنے کے لئے گڑھوں میں زندہ دفن کردیا جاتا ہے،اور کبھی ان پر ایسڈ ڈال دیا جاتا ہے،تو امراض کے پھیلاؤ کے خوف سے کیا انہیں مارا جاسکتا ہے؟

جانوروں کو زندہ جلانا درست نہیں

دفع ضرر کے لئے جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت ہے، لیکن ان کو زندہ جلانا اور دفن کرنا جائز نہیں ہے، احادیث میں سانپ، بچھو، چوہا، زنبور، خونخوار کتا ،گرگٹ، خطرناک بلی اور ضرر رساں چیونٹی وغیرہ کو مارنے کی اجازت دی گئی ہے ،بلکہ بعض کو باعث اجر بھی قرار دیا گیا ہے، تفصیلی روایات پہلے گذر چکی ہیں[110]، لیکن اسلامی شریعت میں کسی جاندار کو زندہ جلانے کا اختیار رب العالمین کے سوا کسی کو نہیں ہے، ابوداؤد اور متعدد کتب حدیث میں یہ روایت آئی ہے:

فَإِنَّهُ لاَ يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلاَّ رَبُّ النَّارِ »[111].

---

[110] - كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ج 15 ص 51 المؤلف : علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 975هـ)المحقق : بكري حياني – صفوة السقاالناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ،1401هـ/1981م مصدر الكتاب : موقع مكتبة المدينة الرقمية-

[111]- سنن أبي داود ج 3 ص 8 حدیث نمبر : 2675 المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ـ بيروت عدد الأجزاء : 4 مصدر الكتاب : وزارة الأوقاف المصرية وأشاروا إلى جمعية المكنز الإسلامي –* مسند الإمام أحمد بن حنبل ج 3 ص 494 حدیث نمبر : 16077 المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة – القاهرة عدد الأجزاء : 6 الأحاديث مذيلة بأحكام شعيب الأرنؤوط عليها -

ترجمہ: آگ کی سزا آگ کے مالک کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔

اسلام سے قبل کسی شریعت میں غالباً اس کی اجازت تھی[112]، جیسا کہ ایک نبیؑ کی طرف سے چیونٹیوں کی بستی جلانے کے واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے[113]۔ لیکن اسلام میں یہ قطعی ممنوع ہے، علماء اسلام نے اس کو فساد کے ہم معنیٰ قرار دیا ہے:

***وذلك لأن تعذيب الحيوان بالإحراق إفساد له، وتعذيب له بغير حق**[114]

☆فقہاء نے بھی اس کی صراحت کی ہے، فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَلَا بَأْسَ بِقَتْلِ الْجَرَادِ لِأَنَّهُ صَيْدٌ يَحِلُّ قَتْلُهُ لِأَجْلِ الْأَكْلِ فَلِدَفْعِ الضَّرَرِ أَوْلَى كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ.وَيُكْرَهُ حَرْقُهَا كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ--------- وَإِحْرَاقُ الْقَمْلِ وَالْعَقْرَبِ بِالنَّارِ مَكْرُوهٌ[115]

ترجمہ: ٹڈی کے قتل میں مضائقہ نہیں ہے، اس لئے کہ یہ ایک شکار ہے

---

[112]- المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ج 18 ص 38 المؤلف / الشيخُ الفقيهُ الإمام ، العالِمُ العامل ، المحدِّثُ الحافظ ، بقيَّةُ السلف ، أبو العبَّاس أحمَدُ بنُ الشيخِ المرحومِ الفقيهِ أبي حَفْصٍ عُمَرَ بنِ إبراهيمَ الحافظ ، الأنصاريُّ القرطبيُّ ، رحمه الله وغَفَر له-

[113]- الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج 7 ص 43 حدیث نمبر : 5989المؤلف:أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـــ بيروت الطبعة :عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات-

[114]- شرح عمدة الأحكام ج 75 ص 9 المؤلف : عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن جبرين -

[115]- الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج 1 ص 166 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند سنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكرسنة النشر 1411هـــ – 1991م مكان النشرعدد الأجزاء 6

کھانے کے لئے اس کا قتل جائز ہے تو دفع ضرر کے لئے بدرجۂ اولیٰ جائز ہو گا، البتہ اس کا جلانا مکروہ (تحریمی) ہے ،۔۔۔۔۔۔۔جوں اور بچھو کو آگ میں جلانا مکروہ (تحریمی) ہے۔

یہی بات ردالمحتار میں بھی ہے:

(يكره إحراق جراد) أي تحريما ومثل القمل البرغوث ومثل العقرب الحية ط[116]

اگر جانور کو جلا کر ختم کرنا ہی ضروری ہے تو پہلے اس کو مار دیا جائے اور پھر جلایا جائے، جیسا کہ فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی جانور کے ساتھ بد فعلی کر لے اور وہ جانور ماکول اللحم نہ ہو تو اس کو ذبح کرنے کے بعد جلایا جائے، زندہ رہتے ہوئے نہیں[117]۔

☆اگر موذی جانور بڑی تعداد میں ہوں اور ان کو الگ الگ مارنا مشکل ہو تو تو کوئی ایسا زہر یا کیمیکل ان کے ٹھکانے میں ڈالدیا جائے جس سے وہ مر جائیں اور پھر ان کو جلا دیا جائے یا اسی حالت میں باہر پھینک دیا جائے،۔۔۔۔۔۔البتہ اگر بغیر

---

[116]- حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج 6 ص 752 ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.
مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8

[117]- الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج 1 ص 166 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند سنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكرسنة النشر 1411هـ – 1991م مكان النشرعدد الأجزاء 6 .

جلائے ہوئے ان پر قابو پانا اور ان کو ختم کرنا ممکن نہ ہو اور دفع ضرر کے لئے ان کا خاتمہ ضروری ہو تو بدرجۂ مجبوری ان کو زندہ آگ میں جلانے یا دفن کرنے کی اجازت ہوگی، اس مسئلے میں اس جزئیہ سے روشنی ملتی ہے جو کتب فقہ میں دشمن حربیوں کے تعلق سے مذکور ہے، شامی میں ہے:

لكن جواز التحريق والتغريق مقيد كما في شرح السير بما إذا لم يتمكنوا من الظفر بهم بدون ذلك بلا مشقة عظيمة فإن تمكنوا بدونها فلا يجوز لأن فيه إهلاك أطفالهم ونسائهم ومن عندهم من المسلمين [118]

جانوروں کو کن انسانی مصالح کے لئے مارا جاسکتا ہے؟

(۱۲) جانوروں کو کن انسانی مصالح کے لئے مارا جاسکتا ہے؟ جیسے ہاتھی کے دانت، ہرن کی سینگ اور کھال حاصل کرنے کے لئے وغیرہ۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک ہر قسم کے جانور (خواہ وہ ماکول اللحم ہوں یا نہ ہوں) کا شکار غذائی ضروریات اور دیگر منافع و مصالح مثلاً بال، کھال، دانت، سینگ وغیرہ کے حصول، یا زینت و آرائش کے لئے جائز ہے، اس لئے کہ کائنات کی ہر چیز انسان کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہے، اسی لئے قرآن کریم میں جانوروں کے

---

[118]- حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج 4 ص 129 ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر. سنة النشر 1421هـ - 2000م.
مكان النشر بيروت. عدد الأجزاء 8

شکار کی عام اجازت دی گئی ہے[119]۔

{وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا}[120]

علامہ کاسانیؒ رقمطراز ہیں:

أَمَّا الْأَوَّلُ فَيُبَاحُ اصْطِيَادُ مَا فِي الْبَحْرِ وَالْبَرِّ مِمَّا يَحِلُّ أَكْلُهُ وَمَا لَا يَحِلُّ أَكْلُهُ ، غَيْرَ أَنَّ مَا يَحِلُّ أَكْلُهُ يَكُونُ اصْطِيَادُهُ لِلِانْتِفَاعِ بِلَحْمِهِ وَمَا لَا يَحِلُّ أَكْلُهُ يَكُونُ اصْطِيَادُهُ لِلِانْتِفَاعِ بِجِلْدِهِ وَشَعْرِهِ وَعَظْمِهِ أَوْ لِدَفْعِ أَذِيَّتِهِ ----------وَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ مِنْ شَعْرِ الْبَهِيمَةِ وَصُوفِهَا لِأَنَّهُ انْتِفَاعٌ بِطَرِيقِ التَّزَيُّنِ بِمَا يَحْتَمِلُ ذَلِكَ وَلِهَذَا احْتَمَلَ الِاسْتِعْمَالُ فِي سَائِرِ وُجُوهِ الِانْتِفَاعِ فَكَذَا فِي التَّزَيُّنِ[121]

درمختار میں ہے:

وحل اصطياد ما يؤكل لحمه وما لا يؤكل لحمه) لمنفعة جلده أو شعره أو ريشه أو لدفع شره، وكله مشروع لاطلاق النص.وفي

119- الدر المحتار بهامش رد المحتار 7 / 32 . منح الجليل شرح على مختصر سيد خليل ج 2 ص 433 محمد عليش.الناشر دار الفكرسنة النشر 1409هـ – 1989م.مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 9 ، جواهر الإكليل 1 / 213 ، والشرح الكبير مع حاشية الدسوقي عليه 2 / 108 .

120- [المائدة : 2]

121- بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج 11 ص 177 تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587هـ دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان الطبعة الثانية 1406هـ – 1986م محمد عارف بالله القاسمي

القنية يجوز ذبح الهرة والكلب لنفع ما[122]

جانوروں کو کن حالات میں مارا جاسکتا ہے؟

(۱۳)جو جانور انسان کے لئے نقصان دہ ہوں ان کو مارنے کا کیا حکم ہو گا اور کن حالات میں ان کو مارنے کی اجازت ہو گی؟ کیونکہ جہاں وہ انسان کے لئے مضرت کا باعث ہیں ،وہیں ماحولیات کو انسان کے موافق بنانے میں بھی ایک اہم رول ادا کرتے ہیں۔

یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں: (الف) اجتماعی پہلو (ب) اور انفرادی پہلو۔

قتل حیوانات کا اجتماعی پہلو

اجتماعی پہلو کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی پیدا کردہ ہر مخلوق اس وسیع کائنات

---

[122]- الدر المختار ، شرح تنوير الأبصار في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة ج 7 ص 32 المؤلف : محمد ، علاء الدين بن علي الحصكفي (المتوفى : 1088هـ)مصدر الكتاب : موقع يعسوب [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]،وكذا فى تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ ج 6 ص 61 المؤلف : عثمان بن علي بن محجن البارعي ، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى : 743 هـ)الحاشية : شهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس بن إسماعيل بن يونس الشِّلْبِيُّ (المتوفى : 1021 هـ)الناشر : المطبعة الكبرى الأميرية - بولاق ، القاهرة الطبعة : الأولى ، 1313 هـ [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع ، تبيين الحقائق بأعلى الصفحة وحاشية الشِّلْبِيِّ بأسفلها مفصولا بينهما بفاصل ومميزا باختلاف في اللون]- و فى - البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج 8 ص 263 زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت

کا ایک جزو (پارٹ) ہے، اور ان تمام اجزاء سے مل کر ہی یہ کائنات بنی ہے، اس کائنات کی بقا اور صحت میں ہر جزو کا اپنا کردار ہے، ان میں سے کسی جزو کو نظر انداز کر کے کائناتی نظام مستحکم ہو ہی نہیں سکتا، تمام اجزاء کے توافق سے ہی ماحول بنتا ہے، ان میں سے کسی جزو کے لئے یہ خیال درست نہیں ہے کہ کائنات میں اس کی ضرورت نہیں ہے، اور اللہ پاک نے اس کو بلا ضرورت پیدا فرمایا ہے، اللہ پاک خود فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذَلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ[123]

ترجمہ: ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی، یہ کافروں کا خیال ہے، پس کافروں کے لئے جہنم کی بربادی ہے۔

ایک دوسری جگہ ارباب فکر و ذکر کا قول نقل کیا گیا ہے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[124]

ترجمہ: اے پروردگار عالم! آپ نے کائنات کی کسی چیز کو بیکار پیدا نہیں فرمایا۔

جانور بھی کائنات کا اہم حصہ ہے، اور اس کی ہر صنف کی اپنی افادیت ہے، اسی لئے کسی بھی قسم کے جانور کی ایسی نسل کشی جائز نہیں ہے کہ اس صنف کے

---

[123]-ص : 27 -
[124]-آل عمران :191 -

ایک ایک فرد کا خاتمہ کر دیا جائے،۔۔۔اور انسان کے لئے یہ ممکن بھی نہیں ہے ،کیونکہ اس کا علم اور اس کی طاقت محدود ہے ،خدا کی پھیلی ہوئی زمین میں کہاں کہاں کون سی مخلوق آباد ہے، انسان کا اس سے باخبر ہونا ممکن نہیں ،اس لئے نہ یہ مطلوب ہے اور نہ ممکن ،اور نہ کہیں اسلامی تعلیمات میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی مخصوص جانور کے ہر فرد کو قتل کر دیا جائے ،بلکہ اس کے بر عکس رسول اللہ ﷺ نے کتا کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اگر کتا بھی گروہوں میں سے ایک گروہ نہ ہوتا تو میں تمام کتوں کے قتل کا حکم دیتا،اس لئے صرف سیاہ قسم کے خطرناک کتے کو قتل کرو ،(حدیث پیچھے گذر چکی ہے)اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بھی جانور کی نسل کشی اسلام میں درست نہیں ہے ،اس لئے یہاں مسئلہ ماحولیات کے توازن کا نہیں بلکہ انسان کے دفع ضرر کا ہے، اور ظاہر ہے کہ ضرر کا اندیشہ انہی جانوروں سے ہوگا جو انسانی معاشرے میں بستے ہیں اور نظر آتے ہیں ،پوری روئے زمین میں پھیلے ہوئے جانوروں سے اس کا تعلق نہیں ہے ،اس لئے کسی ایک یا چند جانوروں کی ہلاکت سے ماحولیاتی توازن متأثر نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں ماحولیات کا تعلق کائنات کے امور تکوین سے ہے جو خالص قدرتی نظام ہے، اگر اس کے بالمقابل کوئی حکم شرعی سامنے آئے جو بظاہر اس نظام سے متصادم محسوس ہو تو بھی انسان شریعت کے حکم ظاہر پر عمل کرنے کا پابند ہے ،تکوینیات کا وہ مکلف نہیں ہے، حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا قصہ جس کو قرآن

کریم نے سورۂ کہف میں بیان کیا ہے اس کی واضح مثال ہے۔

غرض موذی اور ضرر رساں جانوروں کے قتل کے حکم کو ان کی اجتماعی نسل کشی سے جوڑنا درست نہیں ہے، اسی لئے بعض روایات کی بنیاد پر ہمارے فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ کسی مقام پر اگر ایک چیونٹی نقصان پہونچائے تو اس کے رد عمل میں وہاں کی چیونٹیوں کے پورے گھر میں آگ لگا دینا صحیح نہیں ہے:

وَلَا تُحْرَقُ بُيُوتُ النَّمْلِ لِنَمْلَةٍ وَاحِدَةٍ كَذَا فِي الْفَتَاوَى الْعَتَّابِيَّةِ[125]۔

انفرادی پہلو

یہ خالص انفرادی مسئلہ ہے، اور اس کا تعلق متعلقہ شخص اور جانور سے ہے، اس نوع کے جملہ جانوروں سے یہ حکم وابستہ نہیں ہے، یہاں مسئلہ صرف یہ ہے کہ اگر کوئی موذی جانور کسی انسان کے لئے باعث اذیت ہو تو ایسے جانور کو مارنا درست ہے یا نہیں؟

احادیث وآثار اور فقہی جزئیات پر ایک نظر ڈالنے سے مسئلے کی دو شکلیں سامنے آتی ہیں اور دونوں کے احکام الگ الگ ہیں:

[125]- الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج 1 ص 166 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهندسنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكر سنة النشر 1411هـ – 1991م مكان النشر عدد الأجزاء 6 ۔

موذی جانوروں کا قتل

(۱)ایسے موذی جانور جن میں ضرر غالب ہو یعنی انسان کے سامنے آنے پر اکثر وہ نقصان پہونچاتے ہوں، مثلاً سانپ بچھو وغیرہ، فرمان نبوی کی روشنی میں ان کو ایذا سے قبل بھی مارنا درست ہے، بلکہ بعض احادیث کے مطابق قدرت کے باوجود نہ مارنا برا ہے [126]، اس لئے کہ جو چیز غالب الوقوع ہوتی ہے وہ واقع کے حکم میں ہوتی ہے۔

نقصان پہونچانے والے جانوروں کا قتل

(۲)دوسری قسم ایسے جانوروں کی ہے جن میں ضرر غالب نہیں ہے ،لیکن ضرر پہونچا سکتے ہیں ،مثلاً کتا، بلی ،چوہا ،بھڑ ،چیونٹی اور چھپکلی وغیرہ ،ایسے جانوروں کا حکم یہ ہے کہ ان کی طرف سے ضرر کا آغاز ہو جائے تو ان کو مارنا درست ہے ورنہ مکروہ ہے، مثلاً ٹڈی کھیتوں کو نقصان پہونچانے لگے ،چیونٹیاں گھر کی اشیاء تباہ کرنے لگیں ،بلی کبوتر ،مرغی وغیرہ کو کھانے لگے ،کھٹمل شب کی نیند خراب کر دے، کتا انسانوں اور جانوروں پر حملہ آور ہو، فقہاء نے لکھا ہے کہ گھریلو کتا اگر ضرر رساں نہ ہو تو اس کو مارنا درست نہیں ہے، فقہاء نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ

---

[126]-- كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ج 15 ص 51 المؤلف : علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 975هـ)المحقق : بكري حياني – صفوة السقاالناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ،1401هـ/1981م مصدر الكتاب : موقع مكتبة المدينة الرقمية۔

اگر کسی کے کتے گاؤں کے عام لوگوں کو نقصان پہونچاتے ہوں تو ان کو مارنے کا حکم دیا جائے گا اگر کتوں کا مالک راضی نہ ہو تو حکومت سے اس کے خلاف اپیل کی جائے گی، اس قسم کی بہت سی جزئیات کتب فقہ میں موجود ہیں، ذیل کی چند عبارتوں میں یہ پورا مضمون موجود ہے:

وفي «فتاوى أهل سمرقند»: الهرة إذا كانت مؤذية لا تضرب، ولا تفرك أذنها ولكنها تذبح بسكين حاد، وفي «فتاوى أهل سمرقند»: قتل الجراد يحل؛ لأنه صيد، لا سيما إذا كان فيه ضرر عام، وتكلم المشايخ في النملة، قال الصدر الشهيد: والمختار للفتوى أنها إذا ابتدأت بالأذى فلا بأس بقتلها، وإن لم تبتدىء يكره قتلها، والأصل في ذلك: ما روي أن نملة قرصت نبياً من الأنبياء، فأحرق بيت النملة، فأوحى الله تعالى هلاّ قتلت تلك النملة الواحدة، دليل على جواز قتلها عند الأذى، وعلى عدم الجواز عند انعدام الأذى، واتفقوا على أنه لا يجوز إلقاؤها في الماء، وقتل القملة يجوز على كل حال[127].

(وذئب وعقرب وحية وفأرة) بالهمزة وجوز البرجندي التسهيل (وكلب عقور) أو وحشي، أما غيره فليس بصيد أصلا (وبعوض ونمل) لكن لا يحل قتل ما لا يؤذي، ولذا قالوا: لم يحل قتل الكلب الاهلي إذا لم يؤذ، والامر بقتل الكلاب منسوخ كما في

---

[127]- المحيط البرهاني ج 5 ص 254 المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق:الناشر:دار إحياء التراث العربي الطبعة عدد الأجزاء : 11

الفتح: أي إذا لم تضر[128]

وَجَازَ قَتْلُ ما يَضرُّ من الْبَهَائِمِ كَالْكَلْبِ الْعَقُورِ وَالْهِرَّةِ إذَا كانت تَأْكُلُ الْحَمَامَ وَالدَّجَاجَ , لِإِزَالَةِ الضَّرَرِ , وَيَذْبَحُهَا ذَبْحًا , ولَا يَضرْبُ بها لِأَنَّهُ لَا يُفِيدُ فَيَكُونُ تَعْذِيبًا لها بلَا فَائِدَةٍ[129]

قَرْيَةٌ فِيهَا كِلَابٌ كَثِيرَةٌ وَلِأَهْلِ الْقَرْيَةِ مِنْهَا ضَرَرٌ يُؤْمَرُ أَرْبَابُ الْكِلَابِ أَنْ يَقْتُلُوا الْكِلَابَ فَإِنْ أَبَوْا رُفِعَ الْأَمْرُ إلَى الْقَاضِي حَتَّى يُلْزِمَهُمْ ذَلِكَ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ ------وَفِي أُضْحِيَّةِ النَّوَازِلِ رَجُلٌ لَهُ كِلَابٌ لَا يَحْتَاجُ إلَيْهَا وَلِجِيرَانِهِ فِيهَا ضَرَرٌ فَإِنْ أَمْسَكَهَا فِي مِلْكِهِ فَلَيْسَ لِجِيرَانِهِ مَنْعُهُ وَإِنْ أَرْسَلَهَا فِي السِّكَّةِ فَلَهُمْ مَنْعُهُ فَإِنْ امْتَنَعَ وَإِلَّا رَفَعُوهُ إلَى الْقَاضِي أَوْ إلَى صَاحِبِ الْحِسْبَةِ حَتَّى يَمْنَعَهُ عَنْ ذَلِكَ وَكَذَلِكَ مَنْ أَمْسَكَ دَجَاجَةً أَوْ جَحْشًا أَوْ عُجُولًا فِي الرُّسْتَاقِ فَهُوَ عَلَى هَذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ كَذَا فِي الْمُحِيطِ-------- قَتْلُ الزُّنْبُورِ وَالْحَشَرَاتِ هَلْ يُبَاحُ فِي الشَّرْعِ ابْتِدَاءً مِنْ غَيْرِ إيذَاءٍ وَهَلْ يُثَابُ عَلَى قَتْلِهِمْ ؟ قَالَ لَا يُثَابُ عَلَى ذَلِكَ وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ مِنْهُ الْإِيذَاءُ فَالْأَوْلَى أَنْ لَا يَتَعَرَّضَ بِقَتْلِ شَيْءٍ مِنْهُ كَذَا فِي جَوَاهِرِ الْفَتَاوَى ------ الْفَيْلَقُ الَّذِي يُقَالُ لَهُ بِالْفَارِسِيَّةِ (بِبَلِّهِ) يُلْقَى فِي الشَّمْسِ لِيَمُوتَ الدِّيدَانُ وَلَا يَكُونُ بِهِ

---

[128]- الدر المختار ، شرح تنوير الأبصار في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة ج 2 ص 627 المؤلف : محمد ، علاء الدين بن علي الحصكفي (المتوفى : 1088هـ)*

[129]- تبين الحقائق شرح كنز الدقائق ج 6 ص 227 فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي الحنفي.الناشر دار الكتب الإسلامي.سنة النشر 1313هـ.مكان النشر القاهرة.عدد الأجزاء 6*3

بَأْسًا لِأَنَّ فِي ذَلِكَ مَنْفَعَةَ النَّاسِ أَلَا يَرَى أَنَّ السَّمَكَةَ تُلْقَى فِي الشَّمْسِ فَتَمُوتُ وَلَا يُكْرَهُ كَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ ------وَكَذَا الْحِمَارُ إِذَا مَرِضَ وَلَا يَنْتَفِعُ بِهِ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُذْبَحَ فَيُسْتَرَاحَ مِنْهُ كَذَا فِي الْفَتَاوَى الْعَتَّابِيَّةِ.[130]

(۱۴)جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں نصوص و آثار اور اسلامی تعلیمات کا تفصیلی ذکر ابتدا میں آچکاہے۔

---

[130]- الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج 1 ص 166 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند سنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكر سنة النشر 1411هـ – 1991م مكان النشر عدد الأجزاء 6

خلاصۂ بحث

چارہ خور جانوروں کو لحمی غذائیں دینا

(۱)–آج کل چارہ خور جانوروں کے لئے ایسی غذائیں تیار کی جارہی ہیں جن میں لحمی اجزاء بھی شامل ہوتے ہیں، تاکہ وہ تیزی سے بڑھ سکیں اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے، جو ظاہر ہے کہ چارہ خور جانوروں کی فطرت کے خلاف ہے، کیا یہ عمل جائز ہے؟

اس سوال میں دو باتیں قابل توجہ ہیں اور انہی پر حکم کی بنیاد ہے:

☆ یہ لحمی غذائیں جانور کے لئے باعث ایذا ہیں یا نہیں؟ اگر خلاف فطرت ہونے کے باوجود ان کو کوئی جسمانی یا ذہنی اذیت نہیں پہونچتی ہے تو بظاہر اس میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا، اس لئے کہ چارہ خور اور گوشت خور کی تقسیم کسی نص پر نہیں بلکہ تخمین واستقراء پر مبنی ہے، جو ظنی ہے، اگر کسی زمانے میں یا کسی جانور کے حق میں کسی وجہ سے یہ معیار تبدیل ہوجائے اور وہ جانور کے لئے باعث اذیت نہ ہو اور عام انسانوں کے لئے مفید ہو تو شرعی ضوابط کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جانور تو انسان کے فائدے کے لئے ہی بنائے گئے ہیں، اس لئے غذائی تصرفات کے نتیجے میں اگر یہ فائدے بڑھ جاتے ہیں تو یہ نہ خلاف موضوع ہے اور نہ خلاف مقصود۔

☆دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان لحمی غذاؤں میں حرام اور ناپاک اجزاء کی شمولیت ہے یا نہیں ؟ حکم شرعی پر اس سے بھی فرق پڑتا ہے،اگر لحمی غذاؤں میں حرام اور ناپاک اجزاء غالب ہیں توفقہاء کی تصریحات کے مطابق بالقصد جانوروں کوناپاک غذائیں دیناجائز نہیں ہے،البتہ علاج اور ضرورت کی صورتیں مستثنیٰ ہیں،

البتہ اس سے جانور کے گوشت کی حلت پر اثر نہیں پڑے گا،اس لئے کہ معدہ میں پہونچ کر غذا تحلیل ہو جاتی ہے ،اور دوسرے اجزاء سے مل کر فنا ہو جاتی ہے،الا یہ کہ اتنی کثرت سے ناپاک غذائیں دی جائیں کہ جانور کے گوشت میں اس کے اثرات نمایاں ہو جائیں،تو ایسے جانور کا گوشت کھانادرست نہ ہو گا۔

دودھ یا گوشت میں اضافے کے لئے جانوروں کوانجکشن دینا

(۲)زیادہ دودھ حاصل کرنے کے لئے اور بعض چھوٹے جانوروں کے گوشت میں اضافے کے لئے جانوروں کوانجکشن لگانا جائز ہے ،بشرطیکہ اس سے حاصل ہونے والا دودھ یا گوشت صالح ہو ،اور جانوروں کی جسمانی صحت پر منفی اثرات نہ پڑتے ہوں۔

اگر دودھ اور گوشت صحیح طور پر حاصل ہوں لیکن جانور کی صحت اس سے متاثر ہوتی ہو تو بھی اس کی گنجائش ہے اس لئے کہ جانوروں کو بے فائدہ تکلیف دینا مکروہ ہے،مگر انسانی مفادات کے حصول کے لئے جانوروں کو تھوڑی بہت تکلیف دینے کی شرعاًاجازت ہے۔

البتہ گوشت یا دودھ کے فاسد یا مضر صحت ہونے کی صورت میں جانور کے ساتھ اس عمل کی اجازت نہیں دی جائے گی ،اس لئے کہ یہ تعذیب بلافائدہ ہوگی۔

حلال اور حرام جانوروں کا جنسی اختلاط

(۳)حلال جانوروں کے دودھ میں اضافہ یا اس کے جسمانی حجم کو بڑھانے کے لئے حرام جانور سے اس کا اختلاط کرایا جاتا ہے،خاص کر
جرسی گائے کے بارے میں عام تصور یہ ہے کہ یہ خنزیر کے اختلاط سے پیدا ہوتی ہیں ،اسی لئے ان کے دودھ کی مقدار دوسری گایوں کے مقابلے میں
کافی زیادہ ہوتی ہے، یہاں پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں:

(الف) کیا ایک جانور کا اس طرح دوسری جنس کے جانور سے اختلاط کرانا درست ہے؟

(ب)دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر ان میں سے ایک حلال اور دوسرا حرام ہو تو اس سے پیدا ہونے والے بچوں پر شرعاً کیا اثر مرتب ہو گا؟

جائز مقاصد کے لئے دو مختلف الجنس جانوروں کا اختلاط جائز ہے

☆نصوص اور فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ جانوروں میں تحفظ نسب ملحوظ نہیں ہے اس لئے جائز اغراض و مقاصد کے تحت دو مختلف الجنس

جانوروں کا باہم اختلاط کرانا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے جانور یا حاصل شدہ نتائج پر مضر اثرات نہ پڑیں۔

اس کے جواز کا انکار کرنا مشکل ہے، زیادہ سے زیادہ اس کو مکروہ تنزیہی کہا جاسکتا ہے، حنفیہ کا نقطۂ نظر یہی ہے۔

کراہت تنزیہی خلاف اولیٰ کے ہم معنیٰ ہوتی ہے، اگر اس کو جائز اغراض ومقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ کراہت بھی باقی نہ رہے گی، یا جن وجوہات کی بنا پر اس کو ناپسند کیا گیا وہ موجود نہ ہوں تو بھی کراہت صادق نہ آئے گی۔

دراصل مختلف الجنس جانوروں کا اختلاط ایک خلاف فطرت عمل ہے اسی لئے عہد قدیم سے ہی علماء کو اس سلسلے میں خدشات رہے ہیں کہ بالعموم دو جنسوں کے اختلاط سے پیدا ہونے والی نسل میں طبعی خباثت اور بہت سے عیوب ونقائص پیدا ہو جاتے ہیں،

جانوروں میں بچے ماں کے تابع ہوتے ہیں

☆ مسئلے کا دوسرا جزو یہ ہے کہ اگر اختلاط میں ایک جانور حلال ہو اور دوسرا حرام، تو اس سے پیدا ہونے والے بچوں پر شرعاً کیا اثر مرتب ہو گا؟

اس معاملے میں فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کا اتفاق ہے کہ جانوروں میں اصل اعتبار ماں کا ہے، حکم شرعی ماں کے تابع ہو گا، یعنی ماں اگر حلال جانور ہے تو پیدا ہونے والا بچہ بھی حلال ہو گا، اور ماں حرام ہے تو بچہ بھی حرام قرار پائے گا، اسی

طرح گھریلو مادہ جانور کے شکم سے پیدا ہونے والا بچہ گھریلو ہو گا، اور جنگلی جانور کے پیٹ سے جنم لینے والا بچہ جنگلی، اس لئے نر جانور سے صرف نطفہ نکلتا ہے اور مادہ کے جسم میں اس نطفہ کا قلب ماہیت

ہو جاتا ہے اور ایک عرصہ تک ماں کے پیٹ میں رہ کر نئے وجود میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اس لئے جرسی گائے گوکہ خنزیر کے اختلاط سے پیدا ہوئی ہو لیکن گائے کے شکم سے پیدا ہونے کی بنا پر اس پر گائے کا حکم عائد ہو گا۔

شوقیہ جانور کو پنجرہ میں رکھنا

(۴) زینت کے طور پر بعض جانور پنجرے میں رکھے جاتے ہیں، جیسے پرندے ہرن وغیرہ ان کو کھانا مقصود نہیں ہوتا اور نہ ان کی تجارت مقصود ہوتی ہے:

فقہی عبارات وجزئیات کی روشنی میں چند شرائط کے ساتھ اس کا جواز معلوم ہوتا ہے:

☆ وہ موذی جانور کے قبیل سے نہ ہوں۔

☆ ان کے کھانے پینے اور حقوق زندگی کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتی جائے۔

☆ نیز ان کو اپنے حدود ملکیت میں رکھا جائے۔

البتہ محض شوقیہ یا فخر و نمائش کے لئے جانوروں کو محبوس رکھنا خلاف اولیٰ ہے، احادیث میں اس کی مذمت وارد ہوئی ہے۔

موذی جانوروں کو شوقیہ قید رکھنا

(۵) موذی جانوروں مثلاً خونخوار کتا، شیر اور سانپ وغیرہ کو صرف جائز مقاصد (مثلاً چور وغیرہ سے تحفظ یا شکار وغیرہ) کے لئے قید رکھا جا سکتا ہے، محض شوق یا فخر و نمائش کے جذبات کی تسکین کے لئے ان کو بند رکھنا درست نہیں ہے۔

☆ اس لئے کہ ان میں مضرت غالب ہے، خدا نخواستہ اگر کبھی یہ بے قابو ہو جائیں تو بہت سی انسانی اور حیوانی جانوں کا نقصان ہو سکتا ہے۔

☆ نیز بے شمار روایات میں موذی جانوروں کو رکھنے اور پالنے کے بجائے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، بلکہ بعض روایات میں قدرت کے باوجود ان کو قتل نہ کرنے پر سخت نکیر بھی آئی ہے۔

جانوروں پر میڈیکل تجربات

(٦) جانوروں پر میڈیکل تجربات بھی کئے جاتے ہیں، پہلے انہیں ایسے انجکشن لگائے جاتے ہیں یا دوائیں دی جاتی ہیں، کہ وہ بیمار ہوں اور پھر ان کے علاج کے لئے امکانی دواؤں کا تجربہ کیا جاتا ہے، کیا اس طرح کے تجربات درست ہونگے ؟

اللہ پاک نے جانوروں کو انسان کی ضرورت اور نفع کے لئے پیدا کیا ہے

،انسان کی غذائی اور دیگر ضروریات کے لئے جب جانوروں کی جان لینے تک کی اجازت ہے ،تو طبی ضروریات کے لئے جزوی نقصان کی اجازت بدرجۂ اولیٰ ہوگی ،جیساکہ بعض مواقع پر کچھ مصالح کے تحت فقہاء نے جانور کے جسم پر (چہرہ چھوڑکر) آگ سے داغنے کی اجازت دی ہے۔

طبی اغراض کے لئے جانور کو بے ہوش کرکے اس کا عضو نکالنا

(۷)جانوروں سے انتفاع کی ایک صورت یہ ہے کہ دواؤں کے لئے زندہ جانور کو بے ہوش کرکے اس کے کسی عضو کو نکال لیا جائے یا آپریشن کرکے اس کی جگہ پر کوئی دوسرا مصنوعی آلہ رکھ دیا جائے ،اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ،بشرطیکہ یہ جانور کی معذوری یا ناقابل برداشت اذیت کا باعث نہ ہو ،۔۔۔۔یہ اس معروف مثلہ سے مختلف ہے جس میں زندہ جانور کے اعضاء کاٹ لئے جاتے ہیں اور احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

بصورت دیگر ضروری ہوگا کہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد ہی اس کے اجزاء سے طبی استفادہ کیا جائے ،اور تکلیف دہ زندگی میں جانور کو مبتلا نہ کیا جائے ،فقہاء نے تعلیمی اغراض کے لئے جانور کا جسم استعمال کرنے کی اجازت دی ہے لیکن زندہ جانور کا نہیں بلکہ مذبوح جانور کا۔

قانونی طور پر ممنوعہ جانور کا شکار کرنا

(۸)بعض جانوروں کی نسلیں ختم ہوتی جارہی ہیں،اور یہ بات ماحولیات

کے لئے نقصان کا باعث بن رہی ہے، اس کی وجہ سے حکومت کی طرف سے اس کے شکار پر پابندی لگا دی گئی ہے، اسی طرح بعض جانوروں کو کوئی ملک یا کوئی ریاستی حکومت قومی جانور قرار دے دیتی ہے اور اس طرح کے جانوروں کے شکار کرنے اور ذبح کرنے کی ممانعت ہوتی ہے، یہ ممانعت شرعاً کس حد تک واجب العمل ہے؟

شریعت اسلامیہ میں انسانی مفادات یا دفع ضرر کے لئے جانوروں کا قتل جرم نہیں ہے، خاص طور پر فقہاء حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک غذائی ضروریات کے علاوہ دیگر جائز مقاصد کے لئے بھی جانوروں کے قتل اور شکار کی اجازت ہے۔

البتہ حکومت کی طرف سے مختلف مصالح کے تحت کسی مخصوص مقام پر کچھ مخصوص جانوروں کے قتل وشکار پر پابندی عائد کر دی جائے یا کسی جانور کو قومی جانور کا درجہ دے کر اس کے شکار کو ممنوع قرار دے دیا جائے، تو عام حالات میں اس قانون کی رعایت لازم ہو گی۔

کسی فرقہ کے یہاں مقدس مانے جانے والے جانور کو ذبح کرنا

(۹) اگر مسلمان مخلوط معاشرہ میں رہتے ہوں جہاں کوئی گروہ کسی خاص جانور کو معبود اور مقدس مانتا ہو، اور اس کے ذبح کرنے سے اس کی دل آزاری ہوتی ہو، اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی متاثر ہوتی ہو یا قانوناً اس کے ذبح کرنے پر پابندی ہو تو مسلمانوں کا رویہ اس سلسلے میں کیا ہونا چاہئے؟

☆ قانونی پابندی کی صورت کا حکم اوپر گذر چکا ہے کہ اس صورت میں

مجبوراًاس قانون پر عمل کرنا لازم ہو گا، لیکن یہ حکم ظاہراً ہے، قانونی بندش کی بنا پر کوئی جائز چیز فی الواقع ناجائز نہیں ہو جاتی، اگر کوئی شخص قانون کی نگاہ سے بچ کر ممنوعہ جانور کو ذبح کر لے، اور ہر اندیشے سے اپنے کو محفوظ رکھے تو اس کا عمل گو کہ خلاف قانون ہے مگر ذبیحہ حلال رہے گا۔

☆لیکن اگر حکومت کی طرف سے کوئی قانونی پابندی نہ ہو تو محض دوسرے گروہ کی مذہبی رعایت میں دل آزاری کے خوف سے یا فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے نام پر اس جائز جانور کے ذبیحہ سے احتراز کا حکم دینا درست نہ ہو گا۔

بعض جنگلی جانوروں کے شکار پر پابندی

(۱۰) حکومت جنگلات میں شکار سے منع کرتی ہے، بعض نہروں اور جھیلوں پر پرندوں کے شکار سے روکتی ہے، کیونکہ وہاں موسم کے لحاظ سے دور دراز علاقے کے پرندے آتے ہیں، جن کو مہمان پرندہ کہا جاتا ہے، ان سرکاری قوانین کی رعایت معاہدۂ شہریت، دفع ضرر، اور تحفظ جان وعزت کی بنا پر واجب ہے۔

وبائی امراض سے بچنے کے لئے جانوروں کو قتل کرنا

(۱۱) بعض دفعہ وبائی متعدی امراض کو روکنے کے لئے بڑے پیمانے پر جانوروں کو مار دیا جاتا ہے، خاص کر مرغیوں کو مارنے کے واقعات بار بار پیش آتے ہیں، کبھی ان کو مارنے کے لئے گڑھے میں زندہ دفن کر دیا جاتا ہے، اور کبھی ان پر ایسڈ ڈال دیا جاتا ہے، تو امراض کے پھیلاؤ کے خوف سے کیا انہیں مارا جا سکتا ہے؟

☆ دفع ضرر کے لئے جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت ہے، لیکن ان کو زندہ جلانا اور دفن کرنا جائز نہیں ہے، اگر جانور کو جلا کر ختم کرنا ہی ضروری ہے تو پہلے اس کو مار دیا جائے اور پھر جلایا جائے،

☆ اگر موذی جانور بڑی تعداد میں ہوں اور ان کو الگ الگ مارنا مشکل ہو تو تو کوئی ایسا زہر یا کیمیکل ان کے ٹھکانے میں ڈالدیا جائے جس سے وہ مر جائیں اور پھر ان کو جلادیا جائے یا اسی حالت میں باہر پھینک دیا جائے،۔۔۔۔۔

البتہ اگر بغیر جلائے ہوئے ان پر قابو پانا اور ان کو ختم کرنا ممکن نہ ہو اور دفع ضرر کے لئے ان کا خاتمہ ضروری ہو تو بدرجۂ مجبوری ان کو زندہ آگ میں جلانے یا دفن کرنے کی اجازت ہوگی۔

جانوروں کو کن انسانی مصالح کے تحت مارا جاسکتا ہے؟

(۱۲) جانوروں کو کن انسانی مصالح کے تحت مارا جاسکتا ہے؟ جیسے ہاتھی کے دانت، ہرن کی سینگ اور کھال حاصل کرنے کے لئے وغیرہ۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک ہر قسم کے جانور (خواہ وہ ماکول اللحم ہوں یا نہ ہوں) کا شکار غذائی ضروریات یا دیگر منافع و مصالح مثلاً بال، کھال، دانت، سینگ وغیرہ کے حصول، یا زینت وآرائش کے لئے جائز ہے، اس لئے کہ کائنات کی ہر چیز انسان کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہے، اسی لئے قرآن کریم میں جانوروں کے شکار کی عام اجازت دی گئی ہے۔

جانوروں کو کن حالات میں مارا جا سکتا ہے؟

(۱۳)جو جانور انسان کے لئے نقصان دہ ہوں ان کو مارنے کا کیا حکم ہو گا اور کن حالات میں ان کو مارنے کی اجازت ہو گی؟ کیونکہ جہاں وہ انسان کے لئے مضرت کا باعث ہیں ،وہیں ماحولیات کو انسان کے موافق بنانے میں بھی ایک اہم رول ادا کرتے ہیں۔

یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں : (الف) اجتماعی پہلو (ب) اور انفرادی پہلو۔

اجتماعی پہلو کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی پیدا کردہ ہر مخلوق اس وسیع کائنات کا ایک جزو(پارٹ) ہے ،اور ان تمام اجزاء سے مل کر ہی یہ کائنات بنی ہے ،اس کائنات کی بقا اور صحت میں ہر جزو کا اپنا کردار ہے،ان میں سے کسی جزو کو نظر انداز کر کے کائناتی نظام مستحکم ہو ہی نہیں سکتا، تمام اجزاء کے توافق سے ہی ماحول بنتا ہے ،ان میں سے کسی جزو کے لئے یہ خیال درست نہیں ہے کہ کائنات میں اس کی ضرورت نہیں ہے ،اور اللہ پاک نے اس کو بلا ضرورت پیدا فرمایا ہے، جانور بھی کائنات کا اہم حصہ ہیں ،اور ان کی ہر صنف کی اپنی افادیت ہے ،اسی لئے کسی بھی قسم کے جانور کی ایسی نسل کشی جائز نہیں ہے کہ اس صنف کے ایک ایک فرد کا خاتمہ کر دیا جائے ،۔۔۔اور انسان کے لئے یہ ممکن بھی نہیں ہے۔

کسی ایک یا چند جانور کی ہلاکت سے ماحولیاتی توازن متاثر نہیں ہو سکتا

۔۔۔۔۔علاوہ ازیں ماحولیات کا تعلق کائنات کے امور تکوین سے ہے جو خالص قدرتی نظام ہے، اگر اس کے بالمقابل کوئی حکم شرعی سامنے آئے جو بظاہر اس نظام سے متصادم محسوس ہو تو بھی انسان شریعت کے حکم ظاہر پر عمل کرنے کا پابند ہے، تکوینیات کا وہ مکلف نہیں ہے۔

غرض موذی اور ضرر رساں جانوروں کے قتل کے حکم کو ان کی اجتماعی نسل کشی سے جوڑنا درست نہیں ہے۔

موذی جانوروں کا قتل

(۱) ایسے موذی جانور جن میں ضرر غالب ہو یعنی انسان کے سامنے آنے پر اکثر وہ نقصان پہونچاتے ہوں، مثلاً سانپ بچھو وغیرہ، ان کو ایذا سے قبل بھی مارنا درست ہے، بلکہ بعض احادیث کے مطابق قدرت کے باوجود نہ مارنا برا ہے، اس لئے کہ جو چیز غالب الوقوع ہوتی ہے وہ واقع کے حکم میں ہوتی ہے۔

نقصان پہونچانے والے جانوروں کا قتل

(۲) دوسری قسم ایسے جانوروں کی ہے جن میں ضرر غالب نہیں ہے، لیکن ضرر پہونچا سکتے ہیں، مثلاً کتا، بلی، چوہا، بھڑ، چیونٹی اور چھپکلی وغیرہ، ایسے جانوروں کا حکم یہ ہے کہ ان کی طرف سے ضرر کا آغاز ہو جائے تو ان کو مارنا درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔

(۱۴) جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں نصوص و آثار اور اسلامی تعلیمات کا تفصیلی ذکر ابتدا میں آچکا ہے۔

اختر امام عادل قاسمی

خادم جامعہ ربانی منوروا شریف سمستی پور بہار

۳/ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ م ۲۶/ اگست ۲۰۱۷ء بروز سنیچر